الحکم

دار الامان قادیان

چہ گویم بالتو گر آئی بچاہ در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۱	۱۷ - مارچ سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۶ - ذوالحجہ سنہ ۱۳۱۹ھ یوم دوشنبہ	جلد ۶

فہرست مضامین

عسل مصفیٰ

مؤلفہ جناب میرزا خدا بخش صاحب ابو العطا اقدس مسیح موعود کی دعاوی کے تصدیق مین اور معترضون کے اعتراضون کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۸۰۰ صفحہ کی کتاب قادیان مین قاضی ضیاؤ الدین صاحب اور مالیرکوٹلہ مین مولوی حکیم محمد زمان صاحب سے ہ؍ قیمت کو علاوہ محصولڈاک ملتی ہے جلد خریدو - خریداری بہت ہے

سلسلہ عالیہ کے متعلق

عید اضحی بہت ہی قریب ہے اور ہم ایک سے زیادہ مرتبہ اپنے ناظرین کو سلسلہ عالیہ کی ضرورتون خصوصاً مدرسہ اور لنگرخانہ کی امداد کے متعلق اس موقع پر لحاظ کرنے کی طرف توجہ دلا چکے ہین *

معمولی ڈونیشن کے علاوہ جو اس تقریب پر احمدی قوم مدرسہ کے دیتی ہے ضروری بات یہ ہے کہ قربانی کی کھالون کا مصرف دار الامان کی ضروریات سے بڑھکر کوئی نہین اس لئے وہ کل روپیہ لنگرخانہ یا مسکین فنڈ کی امداد کے لئے آنا چاہئے مدرسہ کے متعلق ہر قسم کا روپیہ نواب محمد علیخان صاحب ڈائرکٹر مدرسہ رئیس اعظم مالیرکوٹلہ حال قادیان کے نام آنا چاہئے اور لنگرخانہ کے متعلق کل روپیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام .. کے نام

خدا تعالے کا احسان ہے کہ میگزین کا تیسرا نمبر بھی طیار ہو کر ۲۰ مارچ کو انشاء اللہ شائع ہو جائیگا اور اردو میگزین کا پہلا نمبر بھی اسی تاریخ کو شائع

ہونیوالا ہے

بعض استفساروں کے جوابات اور بعض کتابوں پر اظہار رائے ہم عدم گنجائش کیوجہ سے نہین لکھ سکے ناظرین گھبرائین نہین اور حسب لاچار بایں ہمہ صبور حمول پر عمل کرین

مضامین کی کثرت اور اخبار کے حجم کی باوجود ۱۶ صفحہ کلان ہونے کے کمی نے اس سوال کو قابل غور بنا دیا ہے کہ آیا اخبار کا حجم بڑھایا جاوے یا اس کو ہفتہ مین دو مرتبہ کر دینے کی تجویز سوچی جاوے - بہرحال ہم سر دست اسپر کوئی رائے پیش نہیں کرتے ناظرین الحکم کی ذاتی راؤن کا اندازہ کرنے کے لئے اس سوال کو قوم کی خدمت مین پیش کر دیا ہے *

حقیقت مین بہت سے ضروری اور اشد ضروری مضامین ہین جو قلت گنجائش کی وجہ سے شائع نہین ہو سکتے مثلاً ظہر اور عصر کی نمازون کے جمع کرنے پر حضرۃ حجۃ اللہ کی ایک لطیف اور حقائق سے لبریز تقریر ہے جو گذشتہ نمبر مین فرمائی تھی اور اب تک پانچ ہفتے مین اس کی نوبت نہین آئی ایسا ہی مردون سے مدد مانگنے کے متعلق ایک سوال کے جواب مین ایک بیش بہا تقریر ہے

بموجب اس حدیث صحیح کے جس کے
سب راوی معتمد اور ثقات ہین اور طرق
بھی اس کے متعدد ہین ایک سو بیس برس
کی ثابت ہوگئی تو زمانہ کہولت بھی اس
مین آگیا خواہ معنی کہولت کے کچھ بھی ہووین
پس معنی آیت کے ایسے لطیف ہوگئے
کہ اب کوئی خدشہ اور وسوسہ ان مین
ہو ہی نہین سکتا بلکہ ایک لطیف پیشین گوئی
بھی جو بطور بشارت کے مستنبط ہوتی ہے
وہ بھی سن کہولت مین واقع ہوگئی و نعم
ما قیل مصرع تصنیف را مصنف نیکو کند بیان
معنی آیت کے یہ ہوئے کہ اے عیسے
مین نے تیری تائید روح القدس کے ساتھ کی
ہے لہذا تو انسانون سے کلام نبوۃ مہد
مین بھی کرتا ہے اور حالت کہولت مین بھی
اندرین صورت معنی کہولت کے خواہ بموجب
صحیح بخاری کے لیئے جاوین یا حسب کتب
لغات تسلیم کئے جاوین یا موافق زعم
مخالفین کے مانے جاوین ہر حال مین
کلام نبوۃ اور رسالت حضرت عیسے کا
سن کہولت مین واقع ہو چکا حتی کہ یہ دعوے
حالت مہد مین بھی کیا گیا کما قال تعالی
کیف نکلم من کان فی المہد صبیا
قال انی عبد اللہ اتانی الکتاب
وجعلنی نبیا اور پیشین گوئی مندرجہ آیت[1]
سورہ آل عمران پورے طور پر واقع ہوگئی
اور **کلا من الصالحین** نے قتل صلیبی
مزعوم یہود کو بھی نفی کر دیا کیونکہ بموجب حکم
توراۃ کے مقتول بالصلیب صالحین مین
سے نہین ہو سکتا بلکہ وہ تو ملعون ہوتا

ہے جو ضد مرفوع ہے۔ اور چونکہ آیت
مین لفظ ناس کا بھی موجود ہے وہ بھی رد
کر رہا ہے خیال رفع جسمانی حضرت عیسے کو
آسمان کی طرف کیونکہ آسمان پر یہ انسان
جو تکلم الناس مین مراد ہین خواہ یہود ہون
یا غیر یہود بجسد عنصری کہان موجود ہین جن سے
وہ کلام کرتے بنی نوع ابو البشر یہود ہون
یا نصارے اسی زمین پر ہین کما قال تعالے
فیہا تحیون وفیہا تموتون مگر اس صورت
مزعومہ مخالفین مین یہ لطیف پیشین گوئی بھی
غلط ہوئی جاتی ہے **فالایتہ المذکورۃ**
دلیل لنا لا لکم وتلک عشرۃ کاملۃ

لابطال المعنی الذی زعم المخالف

پس اہل اسلام کے لیے بجز اسکے چارہ نہین
ہے کہ واسطے توفیق اور تطبیق نصوص قرانیہ
و حدیثیہ کے نزول عیسے بن مریم کا بروزی
طور پر مراد لیا جاوے جسپر لفظ تکلم بھی
ایک دلیل بین ہے **تنبیہ**۔ واضح ہو کہ
ہمارا خطاب ان سب مفسرین سے بھی
ہے جنہون نے اس آیت سے بموجب
اپنے زعم کے حیات اور نزول حضرت
عیسے کا قول کیا ہے جیساکہ تفسیر ابو السعود
و تفسیر کبیر و بیضاوی و معالم وغیرہ مین بھی
اس قسم کے اقوال رکیکہ لکھے ہین جو کسی
طرح پر بمقابل نصوص قرانیہ کے حجت نہین
ہو سکتے کیونکہ محل استدلال مین قول کسی
مفسر کا مفسرین مین سے حجت شرعی
نہین ہو سکتا ہے اور بسبب مخالفت
نصوص قطعیہ شرعیہ کے ساقط الاعتبار ہے
پس مدرس صاحب پر لازم ہے کہ ایسے

اقوال رکیکہ کو پیش کر کر ہمارے مقابلہ
مین نہ آوین جب تک کہ وجوہ عشرہ
مطالبات و مواخذات مذکورہ کو ادلہ یقینیہ
شرعیہ سے رد نہ کرین۔ اے ناظرین
یہ تو ہوئی تفسیر دانی۔ مدرس صاحب کی
جو تم نے ملاحظہ کی۔ اب اوسکا دعوے
علم حدیث بھی ملاحظہ فرمایا جاوے کہ ایسے
مسایل معرکۃ الآرا مین جن کا ثبوت ہم نصوص
یقینیہ کتاب اللہ اور احادیث اصح الکتب
بعد کتاب اللہ سے متعدد رسایل اور
کتب مین دے چکے ہین اور اسکا جواب
مخالفین سے آج تک بجز سب و شتم کے
نہین ہو سکا ان تمام نصوص قطعیہ شرعیہ کے
رد و مقابلہ مین آپ یہ قول حسن بصری کا
پیش فرماتے ہین کہ **ان عیسے لم یمت**
باوجودیکہ قول حسن کے مقابل مین تو قول
احسن ... بھی موجود ہے کہ **واللہ ان**
عیسے قدمات و قدمات اے
مدرس صاحب ایسے اقوال یا احادیث
ضعیفہ جو بعض تفاسیر وغیرہ مین لکھے ہین
باب اعتقادیات و ایمانیات مین ان کو کیا
دخل ہے یہ مسیح موعود تو ایسے ہی اقوال
ضعیفہ کے فیصلہ کے لیے حکم ہوکر آیا ہے
اگر مسیح موعود ان تمام روایات ضعیفہ و
متعارضہ کو جو در باب مہدی و مسیح موعود
کتابون مین مندرج ہین ان سب کو قبول
کر لے یا اُن سب روایات متخالفہ کا مصداق
ہو جاوے تو اول تو یہ غیر ممکن ہے اور
ثانیاً صفت حکم ہونے کی جو احادیث
صحاح مین اسکے لیے وارد ہوئی ہے
بالکل ضائع اور لغو ہوئی جاتی ہے اندرین

---

[1] واضح ہو کہ آیت سورہ آل عمران کی بطور پیشین گوئی کے واقع ہوئی ہے جس مین حضرت مریم کو مخاطب کر کر عیسے کی بشارت دیگئی ہے کما قال تعالے اذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسے بن مریم وجیہا فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین ویکلم الناس فی المہد وکہلا ومن الصالحین اور آیت سورہ مایدہ مین حضرت عیسے کو مخاطب کر کے بطور وقوع پیشین گوئی کے فرمایا گیا ہے کہ اذ قال اللہ یا عیسے بن مریم اذکر نعمتی علیک وعلے والدتک اذ ایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المہد وکہلا۔ چونکہ یہان پر لفظ اذ موجود ہے جو خاص واسطے زمانہ ماضی کے آتا ہے اس لیے تکلم مضارع کے معنے بھی ماضی کے ہو گئے ہین اور مضارع بمعنی ماضی کے قران مجید مین صدہا مقام مین آیا ہے۔ کما قال تعالے۔ ان مثل عیسے عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون یہان پر بھی لفظ فیکون مضارع بمعنی ماضی کے ہی ہے۔ لاغیر منہ

صورت وہ حکم کیونکر ہو سکتا ہے دیکھو حضرت عیسے بن مریم کے باب مین جو علما و احبار یہود گمراہ ہو گئے ان کو یہی ٹھوکر لگی تھی اور جو اہل کتاب آنحضرت صلعم کے منکر رہے وہ بھی یہی چاہتے تھے کہ تمام رطب و یابس مندرجہ روایات او رمجموعہ ان کے خیالات کا حضرت صلعم پر صادق آجاوے مگر یہ تو ہرگز واقع نہوا جسکے عدم وقوع کے سبب وہ منکر ہی رہے پس بجز اس کے چارہ نہین کہ جو روایات مخالف کتاب اللہ اور سنت صحیحہ کے ہین یہ حکم موعود ان سب کو رد کر دیوے ورنہ آپ ہی فرماوین کہ آپکا مسیح منتظر جو آویگا وہ بھی حکم ہوگا یا نہین بشق اول ہمان آش درکاسہ موجود ہے یعنی آپ کو اس کی بھی تکذیب کرنی پڑے گی اور بشق ثانی باوجود انتفاء صفت مختصہ حکم ہونے کے جو خاص اصح الصحاح سے ثابت ہے وہ منتظر مسیح موعود کیونکر ہو سکتا ہے۔ بینوا توجروا۔ کیا آپ ایسے ہی اقوال رکیکہ یا احادیث ضعیفہ مخالفہ نصوص قطعیہ شرعیہ کی بنا پر مباہلہ کرنے کو رد برو صدہا آدمیوں کے بروز جمعہ تیار ہو گئے تھے اے حضرت یاد رکھئے کہ مباہلہ بعد اتمام حجت کے ہوا کرتا ہے اول آپ نے ہمارے براہین اور حجج بینہ مندرجہ رسائل کو دیکھ لیا ہوتا تب ایسی آمادگی واسطے مباہلہ کے ظاہر کی ہوتی چونکہ ہم اسی آیت اور حدیث کے ذیل مین آپ پر اتمام حجت کر چکے ہین لہذا آپ کو اس جملہ تحریر پر نظر اور غور کرنا واجب اور فرض ہے اگر اس پر بھی آپ مباہلہ کی ہی درخواست فرماتے ہین تو بحلف اپنی جماعت نمازیان جمعہ کے روبرو عبارت ذیل علم بخط خود لکھکر سنا دیوین کہ میرا

ایمان ہے کہ حضرت عیسےٰ کی

حیات بجسد عنصری اور ان کا

نزول کذائی میرے نزدیک

اس آیت اور حدیث سے

قطعی ثابت ہے اور مرزا صاحب

جو فرماتے ہین کہ اس آیت کو یا

کسی دوسری آیت کو حیات

جسمانی عیسے بن مریم یا رفع جسمانی

اور اون کے نزول جسمانی سے

کوئی تعلق نہین ہے بلکہ وہ وفات

پا چکے ہین وہ سراسر جھوٹے

ہین اور نیز جس قدر کتابون عربی

فارسی اُردُو وَغیرہ مین انہون

نے دلایل اپنے دعاوی کے

بیان کیے ہین ان سب کتابون پر

مینے نظر غائر کر لی ہے مین یقینا

کہتا ہون کہ وہ سب پوچ اور

غلط ہین اور دلایل مندرجہ

اون کی کتب سے ان کا دعوی

وفات عیسے بن مریم اور انکا

مجدد مسیح موعود ہونا وغیرہ وغیرہ

ہرگز ہرگز ثابت نہین ہو سکتا۔

ان دونون فریق مین سے

جو فریق کاذب اور جھوٹا ہووے

اللہ تو اس پر اپنی لعنت اور

عذاب نازل فرما آمین۔ اور پھر

آپ کی کل جماعت جو حاضرین نماز جمعہ مین سے ہون وہ سب بھی آمین کہین۔ آپکی درخواست کے بوجب یہی مباہلہ ہو جاویگا کیونکہ حضرت اقدس مرزا صاحب بھی اس عبارت کے تحت اپنے دستخط معہ آمین کے کر دیوینگے اور بعد دستخط کے اسی کل خط کو حضرت اقدس اپنے صرف سے طبع بھی کرا دیوینگے اس صورت مین کسی کے آنے جانے کی بھی ضرورت نہ رہے گی اور آپ کی درخواست کے بوجب مباہلہ بھی ہو گیا۔

> خوش بود گر محک تجربہ آید بمیان
> تا سیہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد

بالآخر مین آپ پر صرف براہ ہمدردی پھر اتمام حجت کرتا ہون کہ مباہلہ تو مصداق اخرالدوا الکی کا ہے آپ پھر اس قول حسن بصری یا حدیث مرسل مین باصول محدثین نظر غائر فرمالیوین یعنی اولاً تو آپ اس حدیث کی تخریج فرمایئے کہ کس طبقہ کی کتب احادیث مین یہ حدیث لکھی ہے۔ ثانیاً۔ تعدیل و توثیق رواۃ اسناد کی کریئے۔ ثالثاً۔ بعد طے کر لینے ان مراتب کے کتب اصول حدیث مین اس امر کا فیصلہ بھی دیکھ لیجئے کہ ایسی حدیث مرسل بمقابل حدیث صحیح متصل مرفوع کے یا بمقابل نصوص قرانیہ کے حجت ہو سکتی ہے یا نہین اور اس قاعدہ اصول حدیث پر بھی نظر کر لیجئے کہ

فذہب الجمہور الی ضعفہ و عدم قیام الحجۃ بہ خاکسار نے یہ چند سطور محض آپ کی ہمدردی کے لیے اس غرض سے عرض کی ہین کہ مجھکو آپ سے چند طرح کے تعلقات ہین ایسا نہ ہو کہ آپ اس اصرار مباہلہ سے جس پر بلا تامل و غور اور بغیر اتمام حجت کے آپ نے دلیری اور جسارت کی ہے مورد عذاب الہی ہو جاوین آیندہ اختیار بدست مختار۔ بعد اسکے مدرس صاحب کیخدمت مین یہہ التماس ہے کہ اگر آپ واسطے تفسیر نویسی کے بمقابلہ حضرت اقدس کے آمادہ ہین تو آپ کو اجازت ہے کہ جواب تفسیر اعجاز المسیح کا اپنے گھر ہی مین بیٹھکر ستر روز مین مطبوع اور شایع کرا دیجئے جو فیصلہ حضرت اقدس نے سائین مہر علی صاحب سے کیا تہا اوسی فیصلہ کی تجدید ہم آپ سے اب بھی کرتے ہین اور اسی تفسیر نویسی کو دار مدار صدق اور کذب فریقین کا اب بھی قرار دیتے ہین اور اگرچہ اعجاز المسیح

آپ کے پاس مدت ہوئی پہونچا دیا گیا ہے مگر واسطے رفع کرنے آپ کے عذرات بارد کے عرض کیا جاتا ہے کہ آپ ایک نسخہ تفسیر مذکور کا۔ محبی الٰہی بخش صاحب تاجر کتب امروہہ محلہ گذری سے بلا قیمت بھر لے لیجیے جس روز آپ کو یہ تفسیر ملجاوے اوسی روز سے ستر دن محسوب کئے جاوینگے اور اگر آپ سے یہ مقابلہ بھی حضرت اقدس کے ساتھ نہ ہو سکے تو مناظرہ کے لیے یہ خاکسار اب بھی حاضر ہے اپنے خرچ آمد و رفت سے امروہہ پھر حاضر ہو سکتا ہے فرار نہیں ہوا جیسا کہ آپ نے وعظون مین بیان کیا مگر شرط یہ ہے کہ حسب شرائط مندرجہ اشتہار اتمام الحجت جو آپکے پاس پہونچا دیا گیا ہے تعیین تواریخ اور کسی ماہ کی جو آپ مقرر فرما دین ایک اشتہار مین طبع کرا دیوین تاکہ میری آمد و رفت مین اوقات ضائع نہو اور اگر مین امروہہ مین آپکی تاریخ معینہ پر حاضر نہ ہوا تو ہم جھوٹے اور ہمارا سلسلہ بھی جھوٹا اور ساختہ پرداختہ خاکسار کے مناظرہ کا حضرت اقدس کو بھی منظور ہے پس اگر ان تینون صورتون مین سے کسی صورت پر آپ مستعد اور آمادہ نہووین تو پھر آپ اپنے دعووین جو وعظون مین بیان کرتے ہین کاذب اور جھوٹے ہین اور بیہودہ فریق سے جو جھوٹا و کاذب ہے وہی مستحق وعید لعنت اللہ علی الکاذبین کا ہے اس بات کو اہل بصیرت خود سمجھ سکتے ہین۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

رقیمہ نیاز محمد احسن از قادیان

یہ خط میری اجازت سے لکھا گیا ہے۔

مرزا غلام احمد

اب بخدمت جناب قاضی صاحب بعد سلام سنت الاسلام عرض ہے کہ آپ خود جا کر ضرور بالضرور اس خط کو بخدمت مدرس صاحب پہونچا دیوین کیونکہ اس خط مین حسب درخواست مدرس صاحب کے ذکر مباہلہ کا بھی کیا ہے اور پھر اس خط کا جواب مدرس صاحب سے لیوین اور یہی دو کرمی سید ابو

سید مدد الحسن کو بھی واضح ہو کہ آپ پر لازم ہے کہ بحکم الحق اکبر منہ کے حق کی تائید مین ساعی اور کوشان رہین۔ اور **الحق یعلو ولا یعلیٰ** کو یاد رکھین کہ سلسلہ مسلسلہ ہے اور ایسا سکوت عن الحق جیسا کہ بالفعل آپ نے کیا کسی کے روبرو اختیار نہ فرما دین کیونکہ وعید **الساکت عن الحق شیطان اخرس** احادیث مین وارد ہوا ہے اور قرآن مجید مین صفات یہود سے یہ صفت قرار دی گئی ہے کہ **ویکتمون الحق وانتم تعلمون** لہٰذا ایسے صفات ذمیمہ سے نہایت درجہ کا پرہیز و اجتناب مومن کے لیے فرض و لازم ہے خالص مومنونکی صفت تو یہ ہے کہ **لا یخافون لومۃ لائم**۔

یہ جواب مختصر ً بواپسی ڈاک لکھا گیا ہے کیونکہ مدرس صاحب ابھی اس کوچہ میں نو آموز ہو کر آئے ہین اور وہ بھی بڑی آرزؤونکے بعد اگر اسپر مدرس صاحب بالنظر دوم کچھ تحریر فرماوینگے تو انشاء اللہ تعالےٰ اوسکی خبر مفصل طور پر لیجاوے گی۔ ؎

بگفتن ندارد کسے با تو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

والسلام خیر الختام ۸ - مارچ ۱۹۰۰ء

محمد احسن امروہوی

تبلیغ عام

یہ اس خطبہ کا مضمون ہے جس کا ذکر وصیت الحق کے تحت مین ہم نے کیا ہے حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے خطبہ ٹھیٹھ پنجابی مین پڑھا تھا اسلئے ایڈیٹر الحکم نے اپنے طرز اور طریق پر اسے نہ صرف اردو زبان مین لکھا ہے بلکہ بعض ضروری مطالب کو کسی قدر واضح کر دیا ہے جنپر ہمارے محسن و مخدوم مولانا صاحب صرف خطبہ کے تنگ وقت کی وجہ سے اشارہ ہی کر سکے تھے۔ ایڈیٹر

یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون (سورۃ الحشر رکوع آخر)

ایمان والو! خدا سے ڈر جاؤ۔ اور ہر ایک شخص کو لازم ہے کہ وہ اس بات کی فکر کرے کہ کل کے لیے اس نے کیا بھیجا ہے۔ اور خدا سے ڈر جاؤ۔ بے شک اللہ تمہارے اعمال سے آگاہ ہے۔ جسقدر تم یہان موجود ہو وہ بخوبی سن لین اور دوسرون کو جہانتک تم سے بن پڑے سنا دو۔ کہ خدا تعالےٰ کا کسی سے کوئی رشتہ ناطہ نہین ہے وہ تو لم یلد ولم یولد خدا ہے۔ پس ضروری امر یہ ہے کہ تم اسکی رضا کو حاصل کرو اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ وہ کیا بات ہے جس کے اختیار کرنے سے ہم اس کو راضی کر سکین۔ خدا تعالےٰ کو کیا عزیز ہے؟ وہ تم سے کیا چاہتا ہے خود خدا تعالےٰ نے اپنی حکیم اور مجید کتاب مین بتا دیا ہے **وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون**۔ مین نے جن اور انس کو اسلیئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کرین اور اوامر کی تعمیل کرین۔ ... اور نواہی سے باز رہین یہ اللہ تعالےٰ کا منشاء ہے انسان کی خلق سے یا یون کہو کہ انسان کی خلقت کی علت غائی اور اس کی زندگی کا فرض **عبادت** الٰہی ہے۔

اب اگر کوئی شخص محض اتنی ہی بات پر فخر کرتا ہے کہ وہ مسلمان ہے۔ یا مسلمان والدین کے گھر مین پیدا ہوا ہے تو وہ یاد رکھے کہ یہ کوئی فخر کی بات نہین ہے اگر اس مین سچے مسلمان کی روح نہین اس کی عملی زندگی اس پر مسلمان کا لفظ عاید نہین کرتی۔ اسی لیے خدا تعالیٰ نے خود فیصلہ کر دیا ہے

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہی معزز و مکرم ہے

جو متقی ہے - غرض ایک مسلمان کا بحیثیت مسلمان ہونے بلکہ بحیثیت انسان ہونے یہ فرض ہے کہ وہ اوامر الٰہیہ کی تعمیل کرے اور خدا تعالے کی منع کی ہوئی باتون سے رک جاوے یہی ایک بات ہے جو کسی کو سچا مسلمان بنا سکتی ہے - یہ دنیا ایک غفلت کا گھر ہے اور بازیگرون کے تماشے کی طرح جہان ان کی ڈگڈگی اور بانسری کی آواز پر تمام چھوٹے بڑے جمع ہو جاتے ہین اور اس کھیل تماشے مین کچھ ایسے محو اور از خود رفتہ ہوتے کہ بھوک پیاس طبعی تقاضون کو بھی بھول جاتے ہین یہ عالم ایک بازیگاہ ہے لیکن دانشمند اور مبارک وہ ہے جو اس کے انجام پر نظر کرتا ہے اور نتیجہ کو دیکھتا ہے کیا سچ کہا ہے کسی نے

مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

مختصر یہ ہے کہ ایک طرف تو دنیا اور اس کی غفلتون مین پھنسا دینے والے محرکات ہین اور دوسری طرف انسانی زندگی کا سچا مدعا عبادت الٰہی ہے پھر اس منشاء الٰہی کو پورا کرنے کے لیئے کیا کیا جاوے ؟ اور کس امر کو مد نظر اور ملحوظ خاطر رکھا جاوے کہ اس غفلت کی زندگی سے نکلکر انسان بیدار اور ہوشیار ہو کر اس فرض کو سوچے جسکے لیئے وہ پیدا کیا گیا ہے یعنے

عبادت الٰہی کو

اس کے لیئے خدا کی حمید و مجید کتاب نے ایک راہ بتائی ہے اور وہ یہ ہے -

اتقوا اللہ

خدا سے ڈر جاؤ - خوف خدا ایک ایسی شے ہے کہ اس سے بڑھ کر نیکی کرنیکا کوئی گر نہین - جو لوگ کچھ عذر اور بہانے کرتے ہین کہ وہ اپنی غفلت کی زندگی سے بیدار نہین ہو سکتے اور کچھ ایسی سستی آکر ان پر پڑی ہے کہ وہ نماز اور دیگر احکام اللہ کی تعمیل نہین کر سکتے وہ اپنے اس عذر مین بالکل جھوٹے ہین اور خدا تعالے کی حجت انپر تمام ہو چکی ہے خود ان کی فطرت اور روزمرہ کے واقعات ان پر الزام قایم کرتے ہین کہ اس عذر اور بہانہ سازی مین جھوٹے ہین کیونکہ اگر رات کو زلزلہ آجاوے یا آتش زدگی یا کوئی اور خطرناک واقعہ پیش آوے تو ساری نیند اور سستی اور غفلت اڑ جاتی ہے یا کوئی سنگین فوجداری مقدمہ قایم ہو تو پھر بھلا دیکھین کوئی تاریخ پیشی پر کیونکر خواب راحت یا غفلت مین سو سکتا ہے ؟ ہرگز نہین - کیون ؟ صرف اسلیے کہ ایک خوف ہے جو دل پر غلبہ کیئے ہوئے ہے وہ دوسرا خیال آنے ہی نہین دیتا اسی قسم کے ہزارہا واقعات ہین ہر روز پیش آتے ہین پس اگر خدا تعالے کے جلال اور جبروت کا خوف ہو - مرنے کی فکر اور مالک یوم الدین کے حضور کھڑا ہونے کا ایمان اور یقین ہو تو کیونکر انسان بے فکر اور غافل ہو سکتا ہے - پس تمہارے یہ روزمرہ کے پیش آنے والے واقعات تمہین ملزم کرتے ہین اور تمہارے اس قسم کے عذرات کو کہ سستی ہوتی ہے یا غفلت کی وجہ سے بیدار نہین ہو سکتے توڑتے ہین اور خدا کی حجت تم پر پوری ہوتی ہے اب تم مین سے کسی کا حق نہین کہ وہ یہ عذر کرے -

اسلیے مین تمہین پکار کر کہتا ہون کہ اتقوا اللہ خدا سے ڈر جاؤ پھر کہتا ہون کہ خدا سے ڈرو تا تم نیکی کرنے کی قوت اور فطرت حاصل کر سکو - اور اس طرح پر اسکے عذاب سے بچ جاؤ -

بترسید از خدائے بے نیاز و سخت قہارے
نمے بینم کہ بد بیند خدا ترسے نکوکارے

خوف الٰہی سے کیا مراد ہے ؟ خدا کے خوف سے یہ مراد ہے کہ تم صفات الٰہیہ پر غور کر کے ان سے حیا کرو اور وہ کام نہ کرو جو خدا کی کسی صفت کے منافی ہون مثلاً خدا تعالے کی ایک صفت ہے علیم بذات الصدور اور یعلم السر و اخفی - یعنے وہ انسان کے سینہ کے حالات سے آگاہ ہے - اور انسان کے مخفی در مخفی ارادون اور منصوبون کو ... یہانتک کہ اسے بھی آگاہ ہے جو ابھی اوس کے دل مین پیدا بھی نہین ہوئے - اب جو شخص خدا تعالے کی ان صفات پر ایمان لاتا ہے اسکا فرض ہے کہ وہ اپنے سینہ اپنے خیالات پر ایک گہری نظر کرے کہ کیا ان مین کوئی ناپاک اور خدا کے منشاء کے خلاف تو کوئی بات نہین ہے ؟ جب کوئی شخص پسند نہین کرتا کہ وہ اپنی مجلس مین برا کہلوائے یا اپنے معززون مین ذلیل ہو پھر کیون وہ اس بات کا لحاظ نہین کرتا کہ اس خدا کے سامنے جو علیم بذات الصدور ہے برے منصوبے اور ناپاک ارادے اور خواہشین کرتا اور خیالی فسق و فجور کے سلسلہ کو اپنے سینہ مین دراز کرتا ہے ایسا ہی خدا تعالٰی کی یہ صفت ہے کہ وہ آنکھ کی خیانت کو جانتا ہے اب جو اس صفت پر ایمان لائے گا اسکے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی آنکھ کو نامحرم جگہ پر ڈالنے سے بچاوے اور بدنظری سے بچ کر غض بصر کی تعلیم پر عمل کرے -

اسی طرح خدا تعالے کی یہ صفت ہے ان اللہ ہو الرزاق ذو القوۃ المتین - اللہ ہی رزق دینے والا ہے بڑی قوت والا خدا ہے اس رزاق کی صفت پر ایمان ہو تو پھر چوری - بددیانتی - خیانت - فریب اور ہر ایک قسم کے ناجائز طریق سے مال حاصل کرنے کی جرأت پیدا نہ ہو - اسی طرح پر اور صفات الٰہیہ ہین -

پس اللہ سے ڈرنا اور اس کی صفات پر ایمان لانا کیا ہے ؟ یہی کہ ان سے حیا کر کے ان افعال اور اعمال سے رک جاوے جو ان صفات کے خلاف ہین اسی طرح پر اللہ تعالے کا نام صمد ہے جسکے معنے ہین کہ وہ کسی کا محتاج نہو اور خود سب کا حاجت روا ہو جو اللہ تعالے کی اس صفت کو مانتے اسپر لازم ہے کہ اللہ ہی کے سامنے اپنے مطالب و اغراض کو پیش کرے اور

پورے خشوع وخضوع اور تذلل کے ساتھ اسی کو حاجت روا اور مشکلکشا سمجھکر دعائین کرے اپنی حاجتین نہ کسی درخت وپتھر کے سامنے لیجاوے نہ سورج چاند یا دیگر اجرام سماوی کے سامنے پیش کرے اور نہ کسی مردہ پیر سے حاجت روائی کی درخواست کرے اور قبرون اور خانقاہون پر ٹھوکرین کھاتا پھرے بلکہ اسی صمد خدا کے حضور سب کچھ مانگے غیراللہ سے مرادین مانگنا سب جھوٹی اور بیہودہ باتین ہین ان سے اپنے سینون کو صاف کردو جیسے تم مین سے کوئی کبھی بھی پسند نہین کرتا کہ اس کے گھر مین کوڑا کرکٹ اور پاخانہ پھینکا جاوے اسی طرح پر خدا تعالےٰ جو قدوس خدا ہے کبھی پسند نہین کرتا کہ اس کے گھر مین جو انسان کا دل ہے اس قسم کا ناپاک مواد جمع کیا جاوے جو کوئی خدا تعالےٰ کے اس گھر کو ناپاک کرتا اور اس مین کوڑا کرکٹ جمع کرتا ہے وہ خدا کا چور اور باغی ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

ان طہرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود

میرے گھر کو طواف کرنے والون اور اعتکاف کرنے والون اور رکوع وسجود کرنے والون کے لیے پاک کردو۔

مومن کا دل بیت اللہ ہوتا ہے جسپر ملائکہ کا نزول ہوتا ہے جو کوئی اسکو خراب کرتا ہے وہ خدا تعالےٰ کے حضور گستاخی اور خطاکاری کا موجب ٹھیرتا ہے۔

پھر اللہ تعالےٰ کا نام ہے لم یلد ولم یولد۔ نہ اللہ کا مان باپ ہے نہ اسکا کوئی بیٹا ہے جو اللہ تعالےٰ کی اس صفت پر ایمان لاوے اس کا فرض ہے کہ ان تمام عقیدون سے بیزاری ظاہر کرے جو اس صفت کے خلاف ہین جیسے مثلاً عیسائی کہتے ہین کہ عیسےٰ خدا کا بیٹا ہے اور وہ آسمان پر خدا کے داہین ہاتھ بیٹھا ہے اور بدقسمتی سے مسلمانون نے مسلمان کہلا کر لم یلد ولم یولد خدا پر ایمان لانے کا دعوے کرکے یہ خبیث عقیدہ تراشا ہے کہ مسیح اس جسم کے ساتھ جو کھانے پینے اور بول براز کی ضرورتون کا محتاج جسم ہے آسمان پر چڑھ گیا ہے اس قسم کے گندے عقیدون کو اپنے دل سے نکال ڈالو۔ اور مرے ہوئے کتے کی بدبو اور پاخانہ کی پلیدی سے بھی زیادہ مردار اور نجس اس قسم کے عقیدون کو سمجھو۔ غرض پھر مین تم سب کو مخاطب کرکے کہتا ہون۔

یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ

اے ایمان والو اللہ کے خوف سے ڈر جاؤ۔

پھر دوسری بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ لتنظر نفس ما قدمت ہر ایک شخص کو یہ دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل کی کیا فکر کی ہے بڑا ہی افسوس ہے اور دل درد سے بھر جاتا ہے جب ہم دیکھتے ہین کہ بہت ہی تھوڑے ایسے آدمی ہین جنکو ہر وقت یہ دھڑکا لگا رہتا ہو۔ کہ خدا تعالےٰ کے حضور کھڑا ہوکر اپنے اعمال کا جواب دینا ہوگا۔

مین تم سب کو کھول کر کہتا ہون کہ تم پر خدا کی حجت پوری ہو چکی ہے تمہاری فطرت نے خود تمہین ملزم کردیا ہے کہ کل کے فکر کا جوش تم مین پایا جاتا ہے۔ دیکھو برسات کے آنے سے پہلے تم کیونکر اپنے مکانونکی لپائی اور مرمت کے لیے تیار ہو جاتے ہو تمہارا اضطراب کے ساتھ اپنے مکانون کی لپائی کا فکر کرنا ہی تمپر حجت ہے کہ فطرت مین یہ بات موجود ہے پھر کیون تم عقبےٰ کے توشہ کے لیے فکر نہین کرتے ہو؟

ایک ادنے مزدور معمار جسکو دس پندرہ روپیہ ماہوار ملتے ہین کس مستعدی کے ساتھ ہر روز اپنے کام پر حاضر ہوتا ہے اور کوئی بہانہ تکلیف یا تکان کا نہین کرتا مگر نماز کے لیے عذر اور بہانہ ضرور کردیتا ہے یہ کیون؟ اسے خدا تعالےٰ کے پاک وعدون پر ایمان نہین۔

اگر وہ اس بات پر سچا ایمان لاتا۔ کہ نیکی کی جزا مین وہ جنت ملینگے جن کی تعریف ہے تجری من تحتہا الانہار اور خالدین فیہا کے مصداق ہین تو وہ بے اختیار ہوکر نیکی کی طرف دوڑتا۔ اور ایسے ہی اگر اسے خدا تعالےٰ کی سزا وقودہا الناس والحجارہ کا سچا خوف ہوتا تو بے قرار ہو ہوکر نیکی کرتا مگر بات یہی ہے کہ سچا ایمان اور یقین کی قوت نہین رہی پس تم سب جو یہان موجود ہو خوب غور اور فکر سے سن لو اور جو موجود نہین انکو سنادو کہ خدا کی حجت آج تمپر پوری کردی گئی ہے آج تمہین صرف اس لیے جمع کیا گیا ہے کہ اسی یقین اور ایمان کی قوت کو مضبوط کرنے کے لیئے خدا کا برگزیدہ مسیح موعود حضرت میرزا غلام احمد صاحب (خدا کے برکات اور فضل اسپر ہون) آیا ہے اور وہ بڑے فضل اور برکات لیکر آیا ہے مین خدا کی قسم کھاکر کہتا ہون جس کی پاک کتاب میرے ہاتھ مین ہے اور جو جھوٹون کو ہلاک کردیتا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے آیا ہے اور خطرناک امساک باران کے وقت ابر رحمت ہوکر آیا ہے اسکی قدر وہی کرتے ہین جو رات دن اسکی باتین سنتے ہین اسکے دل مین یہ بات آئی ہے کہ وہ تم لوگون کو طاعون جیسی خوفناک مرض سے ڈراوے جسکے مردے مرے چوہے سے بھی زیادہ متعفن اور گھنونے ہو جاتے ہین۔

گورداسپور اور اردگرد یہ بیماری پھیل گئی ہے اور یہ خدا تعالےٰ کا قہری نشان ہے جو حرامکاری۔ بے حیائی اور غفلت کیوجہ سے آتا ہے۔ پس اس رحیم کریم انسان نے پسند کیا ہے کہ تمکو آگاہ کرے اور اللہ کی حجت تم پر پوری کرے پس تم

گولڑہ ہو کہ

یہ پیغام تم کو پہنچا دیا گیا

اب یہ وقت غفلت کا وقت نہیں سب نے
کا مقام نہیں بلکہ رونے کا وقت ہے خدا
سے صلح کرو اور اپنے اعمال اور چال چلن
مین ایک تبدیلی کرو۔ نمازین سنوار سنوار
کر پڑھو اور اپنے بیوی بچون کو بھی تاکید کرو
اور خدا سے ایسے ڈرو کہ گویا موت سامنے
کھڑی ہے پچھلی رات اٹھ کر جسقدر ممکن
ہو دو چار آٹھ رکعت پڑھو اور کثرت سے
استغفار کرو۔ اور دعا کرو کہ خدا تعالےٰ
اس عذاب سے محفوظ رکھے خدا تعالےٰ
تم سب کو توفیق دے کہ تم ان باتون پر
عمل کرو اور مجھے بھی توفیق دے۔ آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لنگر خانہ کے انتظام کیلئے

چونکہ کثرت مہمانون اور حق کے طالبون
کیوجہ سے ہمارے لنگر خانہ کا خرچ بہت
بڑھ گیا ہے اور کل مین نے جب لنگر خانہ
کی تمام شاخون پر غور کر کے اور جو کچھ مہمانون
کی خوراک اور مکان اور چراغ اور چارپائیان
اور برتن اور فرش اور مرمت مکانات
اور مزدوری ملازمون اور سقا اور دھوبی
اور بھنگی اور خطوط وغیرہ ضروریات کی نسبت
مصارف پیش آتے رہتے ہین ان سب
کو جمع کر کے حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ ان
دنون مین آٹھ سو روپیہ اوسط ماہواری
خرچ ہوتا ہے اس خرچ کے لیئے خاص
خدا تعالےٰ نے ہی ایسے اتفاقات پیش کیے
ابتک ہمین محض خدا تعالےٰ کے فضل اور
رحمت سے کوئی فاقہ نہین آیا مگر چونکہ ہر
ایک امر جسکے ساتھ کوئی انتظام نہین ہوتا
ابتلا ہوتا ہے اور سلسلہ غمون کا اندازہ
سے زیادہ بڑھ جاتا ہے اسلیے اسس
پر تشویش وقت مین کہ جبکہ آمدن مستقل
طور پر ساٹھ روپیہ ماہواری بھی نہین
اور خرچ آٹھ سو روپیہ ماہواری سے
کم نہین کوئی انتظام تو کلاً علی اللہ ضروری
ہے بالخصوص جبکہ قحط کے دن بھی شدت
کرتے جاتے ہین اور طاعون کے دن
بھی ہین اس لیے مین نے سخت گھبراہٹ
کے وقت مین بلحاظ ہمدردی اس
جماعت کی جسکو مین اپنے ساتھ رکھتا
ہون اس انتظام کو اپنا فرض سمجھا اور
نیز اس خیال سے بھی کہ عمر کا اعتبار نہین
لہذا مین چاہتا ہون کہ غربا اور ضعفاء
کی ایک جماعت میرے ساتھ رہے
جو میری باتون کو سنے اور [illegible]
اگرچہ ہمارے سلسلہ کے ساتھ اور
مصارف بھی لگے ہوئے ہین لیکن مین
سنت انبیا علیہم السلام کے مطابق سب
سے زیادہ اس فکر مین رہتا ہون کہ ایک
گروہ حق کے طالبون کا ہمیشہ میرے پاس
رہے اور نیز دور دور سے لوگ آوین
اور اپنے اپنے شبہات پیش کرین اور
مین ان شبہات کو دور کرون اور نیز
ایسے لوگ آوین جو خدا تعالےٰ کی راہ
مجھ سے سیکھنا چاہتے ہین اور نیز یہ
کہ جو کچھ مین لکھون وہ کتابین چھپتی رہین
اگرچہ ہمارے ساتھ مدرسہ کا بھی تعلق
ہے اور اسکا انتظام خرچ بھی ابھی ناقص
اور بالکل ناقابل اطمینان ہی ہے اور
مین یہ بھی خوب جانتا ہون کہ جو لڑکے
اس مدرسہ مین پڑھین گے وہ نسبتاً کچھ
نہ کچھ سچائی اور دینداری اور پرہیزگاری
اور نیک چلنی کی راہ سیکھین گے لیکن
ان مین اور ہم مین بڑے بڑے پہاڑ اور سناٹے
اور شور دریا ہین بہت تھوڑے ہین
جو ان سب کو چیر کر ہم تک پہنچ سکتے
ہین ورنہ عموماً سب پڑھنے والے اپنی
دنیا کے لیے مر رہے ہین اور اس کتے
کی مانند ہین جو ایک دفن کیے ہوئے
مردار کی مٹی اپنے پیرون سے کھودتا
ہے اور جب وہ مردار ننگا ہو جاتا ہے
تو اسے کھاتا ہے اسی طرح ان پڑھنے
والون مین بڑا گروہ تو ایسا ہی ہے کہ اس
مردار کی تلاش مین ہین اور جب وہ مردار
انہین مل گیا تو پھر ہم کہان اور وہ کہان
آخر انہین بابون کے وہ فرزند ہین جنہون
نے دنیا کو قبول کر رکھا ہے کیا ہم کہہ سکتے
ہین کہ وہ دنیا کو تین طلاق بھیجکر ہماری راہ
پر چلینگے اور ہمارے سلسلہ کے لیے
اپنی عمرین وقف کر دینگے یہ بالکل جھوٹ
ہے ہمارا کانشنس ہرگز اس بات کو
قبول نہین کرتا بلکہ اکثر لڑکے اپنی دنیا
کے لیے ہی مرتے ہین اور جب اسقدر
کوئی ڈگری حاصل کرینگے کہ جس سے
وہ نوکر ہو سکین تب وہ فی الفور روحانی
تناسخ کو قبول کر کے ایک اور جون مین
آجائینگے بھلا جوش جوانی کی ہزارون
ظلمتون اور جذبات سے باہر آنا سہل
بات ہے یا ہر ایک کا کام ہے نہین
بلکہ نہایت ہی مشکل ہے۔ لیکن میری
امیدین ان غریبون پر بہت ہین جو نہ
بی اے بننا چاہتے ہین اور نہ ایم اے
بلکہ بقدر کفایت معاش دنیا اختیار
کرتے ہین۔ اور انکے دلون مین ہردم
یہ خلش ہے کہ کسی طرح ہم نیک انسان
بنجائین اور خدا ہم سے راضی ہو سو وہ
ہدایت پانے سے بہت قریب ہین کیونکہ
انکے خیالات مین تفرقہ نہین ہے۔
وہ میرے پاس رہ کر ہر روز تازہ بتازہ
ہدایت پا سکتے ہین سو انہین کا سب سے
زیادہ مجھے فکر ہے کیونکہ ہم عمر کا بہت
سلسلہ طے کر چکے ہین اور تھوڑا باقی ہے
اسی اطمینان کے حاصل کرنے کے لیے
مین یہ اشتہار شایع کرتا ہون یہ اشتہار
کوئی معمولی تحریر نہین بلکہ ان لوگون
کے ساتھ جو مرید کہلاتے ہین۔ یہ
آخری فیصلہ کرتا ہون۔ مجھے خدا نے
بتلایا ہے کہ میرا انہین سے پیوند ہے
یعنے وہی خدا کے دفتر مین مرید ہین جو
اعانت اور نصرت مین مشغول ہین۔

لہ چونکہ شرعاً یہ امر ممنوع ہے کہ طاعون زدہ علاقہ کے لوگ اپنے دیہات کو چھوڑ کر دوسری جگہ
جائین اسلیے مین اپنی جماعت کے ان تمام لوگونکو جو طاعون زدہ علاقون مین ہین منع کرتا ہون کہ وہ
اپنے علاقہ سے نکلکر قادیان یا کسی دوسری جگہ جانیکا کبھی قصد کرین اور جہانتک ممکن ہو دوسرونکو
[illegible] منہ

مگر بہتیرے ایسے ہیں کہ گویا خدا تعالےٰ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں سو ہر ایک شخص کو چاہیئے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے عہد کر کے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اسقدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے مگر چاہیئے کہ اس میں لاف گزاف نہ ہو جیسا کہ پہلے بعض سے ظہور میں آیا کہ اپنی زبان پر وہ قایم نہ رہ سکے سو انہوں نے خدا کا گناہ کیا جو عہد کو توڑا - اب چاہیئے کہ ہر ایک شخص سوچ سمجھ کر اسقدر ماہواری چندہ کا اقرار کرے جسکو وہ دیسکتا ہے گو ایک پیسہ ماہواری ہو - مگر خدا کے ساتھ فضول گوئی اور دروغ گوئی کا برتاؤ نہ کرے - ہر ایک شخص جو مرید ہے اسکو چاہیئے جو اپنے نفس پر کچھ ماہواری مقرر کر دے خواہ ایک پیسہ ہو اور خواہ ایک دھیلہ اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہیں کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلہ کے لیے کچھ بھی مدد دیسکتا ہے وہ منافق ہے اب اسکے بعد وہ سلسلہ میں رہ نہیں سکیگا اس اشتہار کے شایع ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے جواب کا انتظار کیا جائیگا کہ وہ کیا کچھ ماہواری چندہ اس سلسلہ کی مدد کے لیے قبول کرتا ہے اور اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا تو سلسلہ بیعت سے اسکا نام کاٹ دیا جائے گا اور مشتہر کر دیا جائے گا اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کر کے تین ماہ تک چندہ کے بھیجنے سے لاپروائی کی تو اسکا نام بھی کاٹ دیا جائے گا اور اسکے بعد کوئی مغرور اور لاپروا جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہیگا - والسلام علی من اتبع الہدےٰ -

المشتہر میرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان ضلع گورداسپور ۵ - مارچ سنہ ۱۹۰۲ء

تتمہ :- یاد رہے کہ مدرسہ کا قیام اور بقا بھی چونکہ بہت سے مصالح پر مبنی ہے لہذا از بس ضروری ہے کہ حسب استطاعت ہر شخص اسکے لیے بھی ایک ماہوار رقم اپنے اوپر لازم کرلے اور یہ بات میں پھر دوبارہ یاد دلاتا ہوں کہ ہر شخص اپنی حالت اور استطاعت کو دیکھکر چندہ مقرر کرے ایسا نہ ہو کہ تھوڑی دیر کے بعد اسے فوق الطاقت بوجھ سمجھکر ملول ہو جائے کہ اس طرح اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ گنہگار ٹھیرے گا - اور اس تجدید اور تعیین چندہ کی نسبت درخواستین اخویم مولوی عبد الکریم صاحب کے پاس آنی چاہئیں - یہ بھی واضح رہے کہ صدقات اور زکواۃ اور اس طرح کی ہر قسم کی خیرات کا روپیہ بھی یہاں آنا چاہیئے -

---

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بہت ضروری اطلاع

ہماری ساری جماعت آگاہ رہے کہ حضرت امام مطاع باذن اللہ مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ السلام اللہ تعالےٰ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم اور سنت کی اتباع و اطاعت کی غرض سے حکم دیتے ہیں کہ کوئی شخص ایسی جگہوں سے جہاں طاعون ہے - جیسے سیالکوٹ - جموں اور نواح سیالکوٹ اور نواح جموں - وزیر آباد - لایل پور کے متاثر علاقے - گورداسپور - جالندھر لودہانہ - پٹیالہ - سرہندسی وغیرہ وغیرہ عید اضحیٰ کے موقعہ پر ہرگز ہرگز قادیان میں نہ آویں بلکہ جب تک انکے شہروں میں طاعون کا دورہ اور اثر ہے ادھر آنیکے لئے کوشش نہ کریں والسلام ۱۱ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء

المشتہر فقیر عبد الکریم از دار الامان قادیان

بیعت

دولو ولد بوٹا راۓ پور ریاست نابھا

لہنا ولد محکم 〃 〃

سوداگر ولد خدا بخش 〃 〃

حبیب ولد بالا 〃 〃

سکندر ولد کریم بخش نمبردار 〃

عیدو ولد خدا بخش 〃

رحیم بخش ولد لہنا 〃

نور بخش ولد بخشو 〃

کریم بخش ولد گلاب 〃

نور بخش ولد روشن ساکن رامپور

کریم بخش ولد نور بخش 〃

نتھو عرف رحیم بخش ولد کرم بخش 〃

الٰہی بخش ولد نور بخش 〃

خیر الدین ولد الٰہی بخش 〃

فتح الدین ولد الٰہی بخش 〃

عبد اللہ ولد 〃 〃

غلام الدین 〃 〃

اللہ بخش 〃 〃

ضیاء الحق 〃 〃

فاطمہ دختر 〃 〃

زوجہ الٰہی بخش 〃

مسماۃ جیندو 〃

مسماۃ حکیمان زوجہ نور بخش 〃

غلام غوث ولد لکھا 〃

غلام نبی ولد غلام غوث 〃

مسماۃ جنت دختر غلام غوث 〃

مسماۃ مریم 〃 〃 〃

عبد الکریم ولد ہیرا 〃

ابراہیم 〃 〃

مسماۃ آموان والدہ ابراہیم 〃

سلطانی ولد پیر بخش موہن مزرعہ

عبد اللہ ولد سلطانی 〃

مسماۃ کریمان زوجہ سلیمان 〃

اللہ بخش ولد بنا 〃

مولی شاہ ولد جھنگر شاہ 〃

؎ تقسیم اشتہارات کا یہ قاعدہ ہے کہ ہر ایک شہر میں چند اشتہار ایک آدمی کی طرف بھیجے جاتے ہیں پس ہر ایک صاحب کو جسکے پاس ان اشتہارات کا پیکٹ پہونچے لازم ہے کہ وہ اپنے شہر اور اپنے اردگرد کے لوگوں کو جو سلسلہ بیعت میں داخل ہیں اس اشتہار کا مضمون بخوبی سمجھا کر از سر نو اس سے عہد اس چندہ کا لے پھر ان تمام لوگوں کے ناموں کی ایک فہرست مرتب کر کے بھیجدے اگر وہ لوگ خواندہ ہوں تو ان کے دستخط بھی کرا دی[illegible]

پلیگ ہے یا طاعون

طاعون

دیدۂ عبرت کشا و قہر قہاری بین

شامتِ اعمال ما صورت نادر گرفت

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب از بوننگ پیٹھ آپکی دوا مین خدا کے فضل و کرم سے بیشک فائدہ ہے مین نے ایک بیمار کی حالت دردسر اور دردران مین یہ دوا دی دو شیشی سے فائدہ ہوا میرے پاس اور دوا نہین ایکسرجن بوتل عرق طاعون ارسال فرماوین جو مفید و دوا ثر دوا ہے۔

جناب محمد حیات بادشاہ چنمہ پیٹ اسکاٹ میری ہمشیرہ بیماری طاعون سے صحت یاب ہے صرف پاؤن پر ورم باقی ہے اس کا کوئی علاج ارسال کرین ؎

جناب ابراہیم بوننگ پیٹھ ۲۵ عدد شیشی عرق طاعون ارسال کرین آپکی دوائی بہت فائدہ ہوا۔

جناب عبدالمجید معرفت عبدالقیوم صاحب ہیڈ اکونٹنٹ آفس سٹی میونسپلٹی بنگلور میری گردن پر ایک بار گر نمودار ہے اس کے واسطے دوا ارسال فرماوین

سرکار جلالت آثار نواب آقا محمد خانصاحب بہادر کاظمین علاقہ ہند بدست سید علی منشی نیو بخش آپکی ایجاد کردہ دوائی طاعون مفید ہے

جناب محی الدین خانصاحب احمد سیٹھ جنرل مرچنٹ میسور آپ کی دوا طاعون اکسیر شفا مجرب ہے چند شیشیان ارسال فرماوین

جناب حکیم محمد یوسف ٹنکوری ریاست میسور مقام سرا۔ آپکی دوائی طاعون کی شہرت یہان بکثرت ہو رہی ہے -

جناب سید محمد پنشنر رام باغ گاڑی خانہ کرانچی - آپکا ایجاد کردہ عرق دو مریضون کو دیا گیا بحکم خدا شفایاب ہوئے امید کہ جناب چند بوتلین اور ارسال فرماوینگے

جناب شیخ رحمان صاحب استاد مدن پورہ بمبئی سفر آبادی آپکی دوا طاعون سے کئی مریض اچھے ہوئے مہربانی کر کے دوا کی تھوڑی شیشیان اور ارسال کرین ؎ .

جناب محمد علی میر معرفت کپتان سرگین بمبئی کلب بمبئی آپ کے عرق سے ۴ آدمی اچھے ہوئے ۳ بوتل اور ارسال کرین

یہ برباد کنندۂ بنی آدم بعارضہ مدت ہندمین پھیلا ہے اب تک تجربہ سے یہی بات معلوم ہوئی ہے کہ قبل از ظہور بطور علاج حفظ ما تقدم کچھ چارہ کیا جاوے تو مرض پھیلنے نہیں پاتا۔ چنانچہ اکسیر شفا کی بابت ہند کے ہر حصہ مین جہان یہ ظاہر ہوا تصدیق ہو گئی ہے کہ یہ طاعون کو روکتی ہے مبتلا شدہ مریض کو بچاتی ہے علیحدہ کتاب آٹھ آنے کا ٹکٹ بھیجنے سے مفت ملسکتی ہے قیمت فی شیشی عہ درجن شیشی ... ہے

شفایاب مریضون کے چند سارٹیفکٹ بطور نمونہ

جناب منشی غلام احمد صاحب کشمیری مکان جناب حکیم مولوی مرزا احمد صاحب موڈاکر سٹریٹ بمبئی دوا اکسیر شفا کی یہ کیفیت ہے کہ چار مریضان مبتلایان طاعون کو وہ دوا دی انمین سے دو مریض جو فوراً مبتلائے طاعون مرض ہوئے تھے یہ دوا دیتے ہی دس منٹ کے بعد ان کا بخار اتر گیا اور عرق تمام بدن پر آگیا اور شدت تشنگی بھی جاتی رہی اور دو مریض جو مدت سے مبتلائے بخار تھے دوا کے پیتے ہی پیاس کی شدت کم ہو گئی اور بخار مین بھی افاقہ ہو گیا مطلب یہ ہے کہ اس بیماری کے مریض کا بخار اترتا نہیں مگر خدا کے فضل سے اور آپکی تشخیص سے اس دوا کے دینے سے چار شخصون کو فائدہ ہوا

طبیعت اس دوا سے عجب ... ور ہوتی ہے
دل بیمار کے دل سے کدورت دور ہوتی ہے
دوائی آپکی ہے یا کہ نقش اسم اعظم ہے
کہ جس کے دیکھنے سے ہی بلا کافور ہوتی ہے
کئی کالی بلا کے مرض مین تھے مبتلا انسان
دیا جسکو وہین اس سے بلا یہ دور ہوتی ہے
کرے تعریف کس منہ سے دوا کی احمدِ کمتر
مثال نیر اعظم یہ خود مشہور ہوتی ہے

جناب محمد یوسف خانصاحب گلی بمبئی (ترجمہ چٹھی) آپکے عرق طاعون نے جادو کا کام کیا اور بمبئی مین بہت سی جانین بچائین اکثر احباب آپکی تعریف مین ... ہیں

جناب سیدی عبدالرحمن خلف سیدی حسین تعلقدار از جزیرہ حبشان ضلع علی باغ متصل بمبئی - آپ کی ایجاد کردہ مرض طاعون کی دوائی نے واقعی اکسیر کا کام ہے

جناب سیٹھ ... دیلو وسہ بہاری آف کنٹراکٹر کیماڑی شہر کرانچی آپ نے اس مرض طاعون کی دوا ایجاد کی ہے جس سے سینکڑون مریض شفا پاچکے ہین اور پاتے جاتے ہین سو مہربانی فرما کر ہمیدن کارڈ ہذا کچھ دوا ارسال کرین

جناب صوبہ دار حسن پنشنر رام باغ گاڑی احاطہ کرانچی - آپ کا عرق طاعون دو تین مریضون کو دیا گیا بحکم خدا اچھے ہوئے ؎

جناب عبدالرزاق شاہ ولد نعمت اللہ شاہ نقشبندی محل ناریل باڑی داؤد حسن شاہ بمبئی عرض یہ ہے کہ آپکی ارسال شدہ دوائی نے بمبئی مین لوگون کو بڑا فائدہ ہوا مین نے بچشم خود دیکھا ہے کہ جس وقت مریض کو دوائی پلائی فوراً ہوش آگیا

جناب منشی قلندر حسین ہوش ار۔ کے۔ اینڈ۔ ایم او۔ کیمپ ہوش کوٹ ضلع بنگلور آپ کے عرق طاعون نے بہت فائدہ ہوا دو شیشی مہربانی فرما کر اور ارسال کرین ؎

زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی موچی دروازہ اعوان منزل لاہور

... شیخ یعقوب ... احمدی ... مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

مکتوبات حضرت حکیم الامۃ

مکتوب نمبر ۳

پیارے پھر کیسے پیارے دل
کے لئے سرور آنکھون کے نور
اللہ تعالیٰ دین سلامت رکھے
اور تمہاری ترقی مین مجھے خورسند
اور لوگونکو نفع مند کرے۔ اے
خدا ایسا ہی کر۔

دین! تمہارے للہی فقرون اور دین کی باتون پر مجھے جسقدر خوشی ہوئی اور ہوتی ہے یشیاء اور مشرقی خیالات سے قطع نظر کرکے کہتا ہون۔ کوئی کلمہ نہین ملتا جسمین میرے دلی ولولے کا بیان ہوسکے۔ امتثالاً لحکم جناب الرسول صلے اللہ علیہ وسلم جزاک اللہ تعالیٰ احسن الجزا پر اکتفا کرتا ہون

اللھم علمہ

الکتاب وفقہ فی الدین اللہم زد حبی) علماً وعلاً۔ او خدا ایسا ہی ہو۔ پیارے رنم کا تحقاق نہ بھولے۔ تغلف او لاپروائی کے سمندر مین ڈوبا جاتا ہون دعا کرو نجات پاؤن۔ کبھی مین نے بھی آپ کے لئے تمام اماکن اجابت حرمین شریفین مین بہت بہت دعائین کیں جسکا ثمرہ ایک تو یہی دنیوی معاملہ ہین۔ اور دوسرا ثمرہ جنت مین انشاء اللہ تعالیٰ دیکھو گے پیارے مذہب اسلام بے عیب ایک ہی مذہب ہے۔ مین نے یہودیت اور عیسائیت مجوسیت آریا دھرم کو بہت کچھ سنا اور بدھ آریا قوم کی شاخ ہے سب پر اسلام کو بڑی دلیری سے بے تعصب ترجیح دیتا ہون اور اسلام مین شراب کی حرمت اول تو اوس رسول پاک کی زبانی جس کے کہنے سے قرآن شریف کو ہمنے کلام الٰہی مانا۔ ثابت۔ کل مسکر خمر۔ کل مسکر حرام۔ ماء اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام۔ دیکھو تحلیل الخمر قرآن شریف مین تو ہر امر الخبائث کی حرمت ایسی بیان ہوئی ہے جس کی حد ہی نہین

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ
ایمان والو شراب اور جوا

وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ
بت اور پانسے پلید ہین گندے

مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ
شیطانی کام بچو تو

تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ
نجات پاؤ شیطان تو یہی چاہتا ہے

اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ
کہ تم مین بیر دشمنی ڈالے

فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ
شراب اور جوے کو اور روکے

ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ
اللہ کی یاد سے اور نماز سے اب کیا

اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ
تم باز آؤ گے مانو اللہ کو

وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا
اور مانو رسول کو اور ڈرو

فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَا عَلٰى
اگر نہ مانو تو جان لو ہمارے

رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝
سمجھانے کا کام کہہ دیا۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۗ قُلْ فِيْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ
کہ دین اثم بڑا اور نفع۔

خمر اثم ٹھہرا اور اثم کا حکم ہے

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّىَ الْفَوَاحِشَ
کہ کر کبھی اور بھی ہے بیاتی

مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ
اور اثم

وَالْبَغْىَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا
اور بغاوت اور اللہ سے شرک

بِاللّٰهِ۔

خمر اثم کبیر اور اثم چھوٹا بڑا سب حرام۔ وتر ایک اور تین بدون التحیات وسط اور پانچ ایک تشہد سے اور سات ایک تشہد سے اور نو رکعت جسمین اٹھوین اور نوین مین التحیات ہو۔ سب سنت ہے تراویح تہجد وتر ایک ہی چیز ہو اسلام اتباع قرآن شریف و رحدیث صحیح ہو۔ اسلام ہی کا فرمان اور فطرتی مذہب ہے۔ پیارے مین نے ان دونون توریت اور صحف انبیاء اور انجیل کو بہت دیکھا واللہ العظیم بے اختیار میرے مونہ سے نکلتا تھا

فداک ابی وامی یا رسول اللہ انت خاتم الانبیاء واصفی الاصفیاء وانت متمم مکارم الاخلاق

پیارے دین! افسوس ہم ناشکرون نے قرآن شریف اور حدیث کی قدر نہ کی مولویون کے خیالات پر اڑ گئے۔ کہان مشت خاک اور کہان احکم الحاکمین کا کلام پاک آپکی سچی اور دلی محبت پر مجھے یقین ہے کہ اب ہر روز ایک حصہ ترجمہ قرآن شریف کا پڑھتے ہونگے اور خوب حظ پاتے ہونگے۔ پیارے دین! تذکرے کے لئے قرآن شریف نہایت ہی سہل۔ یسرنا القرآن کے سامنے کسی زید و بکر کی بات پر کب دھیان ہوسکتا ہے مسجد مین۔ تو نفل شروع ہی آئے کو نہ دینا۔ ادہی طرف رخ کرکے بیٹھنا خود تیری ہے پیش آنا عجز امین بااخلاق کلام کرنا بشرطیکہ اوسمین نفع ہو اور استقبال کے لئے اوٹھنا۔ نہایت عمدہ اور پسندیدہ ہے اور امام کیسی وشنا ہمی لغو تراویح تہجد ایک ہی چیز ہے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعت سے کبھی زیادہ نہیں پڑی

خاکسار نوردین۔

دارالامان کا ہفتہ

۱- حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بخیریت ہین اور عربی رسالہ لکھ رہے ہین عصمت انبیاء پر جو مضمون حصہ لکھ رہے تھے وہ ختم ہوگیا

۲- حضرت حکیم الامۃ اور مولانا مولوی عبد الکریم صاحب بھی بفضلہ تعالےٰ تندرست ہین۔

۳- حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کتاب... رحمن کی تبیع کے کام مین مصروف ہین۔

۴- اس ہفتہ مین ہمارے مکرم و مخدوم جناب خان نظیر حسین صاحب کوٹلہ سے تشریف لائے ہم

کلماتِ طیّبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۹ جلد ۶

امریکہ مین ایک شخص کو مار کر دیکھا کہ آیا مرنے کے بعد شعور باقی رہتا ہے یا نہین۔ اس شخص کو جس پر یہ تجربہ کرنا چاہا کہدیا گیا کہ تم نے آنکھ کے اشارے سے بتا دینا۔ مگر جب وہ ہلاک کیا گیا تو کچھ بھی نہ کر سکا کیونکہ یہ ایک سِرّ الٰہی ہے جس کی تہ تک کوئی نہین پہونچ سکتا۔ انسان جب حد سے گذرتا ہے تو سِرّ کی تلاش کی فکر مین ہوتا ہے۔ مغربی دنیا جو زمینی تحقیقات میں لگی ہوئی ہے وہ ہر فلسفہ مین ادب سے دور نکلجاتی ہے اور انسانی حدود کو چھوڑ کر آگے قدم رکھنا چاہتی ہے۔ مگر بیفایدہ

مختصر یہ کہ اللہ تعالےٰ نے ان امور کو جو ایمانیات سے متعلق ہین نہ تو اس قدر چھپایا ہے کہ تکلف کی حد تک پہونچ جائین اور نہ اسقدر ظاہر کیا ہے کہ ایمان ایمان ہی نہ رہے اور کوئی فایدہ اس پر مترتب نہ ہو سکے۔

باوجود ان ساری باتوں کے آج اسلام کے لیے خوشی کا دن ہے کہ معمورۂ عالم مین کوئی اسکا مقابلہ نہین کر سکتا اور وہ اپنی روشن ہدایتون اور عملی سچائیون کے ساتھ **زندہ نشانات اور زندہ برکات** کا ایک زبردست **معجزہ** اپنے ساتھ رکھتا ہے جسکے مقابلہ کی کسی مین **طاقت** نہین!

یہ بات کہ **اسلام** اپنی پاک تعلیم اور اسکے **زندہ نتایج** کے ساتھ اس وقت معمورۂ عالم مین **ممتاز** ہے نرا دعوی ہی دعوی نہین بلکہ خدا تعالےٰ نے اپنے بندے کے ذریعہ اس سچائی کو ثابت کر دیا ہے اور کل مذاہب و ملل کو **دعوت حق** کر کے اس نے بتا دیا ہے کہ فی الحقیقت اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے اور جسے ابھی تک شک ہو وہ میرے پاس آئے اور ان خوبیون اور **برکات** کو خود مشاہدہ کرے مگر **طالب صادق** بن کر آئے نہ جلد باز معترض ہو کر

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جس زمانہ مین دنیا ظاہر ہوئے اور خدا تعالےٰ کا جلال اور گمگشتہ توحید کو زندہ کرنے کے لیئے آپ مبعوث ہوئے اس زمانہ ہی کی حالت پر اگر کوئی سعادتمند سلیم الفطرۃ غور کن دل لیکر فکر کرے تو اس کو معلوم ہوگا کہ اس زمانہ کی حالت ہی آپ کی سچائی پر ایک روشن دلیل ہے اور دانشمند اس وقت ہی کو دیکھ کر اقرار کرے اور معجزہ بھی طلب کرے

پادری فنڈر صاحب نے اپنی کتاب میزان الحق مین یہ سوال کیا ہے کہ کیا سبب ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نبوت دعوی کیا اور خدا تعالےٰ نے انکو نہ روکا؟ اس سوال کا پھر آپ جواب دیتا ہے کہ اسوقت چونکہ عیسائی بگڑ گئے تھے انکے اخلاق اور اعمال بہت خراب تھے انہون نے بھی راستبازی کا طریق چھوڑ دیا تھا اس لیے اللہ تعالےٰ نے ان کی تنبیہ کے لیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور اسی لیئے آپ کو نہ روکا۔ اس سے یہ نادان عیسائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا تو اعتراف نہین کرتا بلکہ معترض کی صورت مین اس کو پیش کرتا ہے۔

مین کہتا ہون کہ کیا اسوقت کے حسب حال کسی **مصلح** کی ضرورت تھی یا یہ کہ ایک کا جو ایک ہاتھ کاٹا ہوا ہے تو دوسرا بھی کاٹا جاوے۔ جو بیمار ہے پتھر مار کر مار دیا جاوے کیا یہ خدا تعالےٰ کے رحم کے مناسب حال ہے؟

اصل بات یہ ہے کہ اسوقت جیسا کہ عیسائی تسلیم کرتے ہین وہ تاریکی کا زمانہ تھا۔ اور دیانند نے اپنی کتاب مین تسلیم کیا ہے اور تاریخ بھی شہادت دیتی ہے کہ ہندوستان مین بت پرستی ہو رہی تھی نہ صرف ہندوستان مین بلکہ کل معمورۂ عالم مین ایک خطرناک تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ جسکا اعتراف ہر قوم اور ملت کے مورخون اور محققون نے کیا ہے اب ایسی حالت مین نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود بے ضرورت نہ تھا بلکہ وہ کل دنیا کے لیئے ایک رحمت کا نشان تھا چنانچہ فرمایا ہے۔

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

یعنے اے نبی کریم ہم نے تمہین تمام عالم پر رحمت کے لیے بھیجا ہے آپ کو تو کچھ معلوم نہ تھا کہ اسوقت آریہ ورت کی کیا حالت ہے اور کسی خطرناک بت پرستی کے تاریک غار مین گرا ہوا ہے یہانتک کہ انسان کی شرمگاہ تک کی پرستش بھی ان وید کے ماننے والون مین مروج تھی اور نہ آپکو معلوم تھا کہ بلاد شلم کے عیسائیون کا کیا حال ہے وہ کس قسم کی انسان پرستی مین مصروف ہو کر اخلاق اور اعمال صالحہ کی قیود سے نکلکر بالکل تاریک زندگی بسر کر رہے تھے اور نہ آپ کو اس بات کا علم تھا کہ ایران اور مصر مین کیا ہو رہا ہے! غرض آپ تو ایک جنگل مین پیدا ہوئے تھے نہ اس وقت کوئی تاریخ مدون ہوئی تھی جو آپ نے پڑھی ہوتی نہ کسی مدرسہ اور مکتب مین آپ نے تعلیم پائی تھی جو معلومات وسیع ہوتے اور نہ کوئی اور ذرایع لوگون کے حالات معلوم کرنے کے تھے جیسے تار یا اخبار یا ڈاکخانے وغیرہ۔

آپ کو تو دنیا کے بگڑ جانے کی اطلاع صرف خدا تعالےٰ ہی کی طرف سے ملی جب یہ آیت اتری۔ **ظہر الفساد فی البر والبحر** یعنے دریا بھی بگڑ گئے اور جنگل بھی بگڑ گئے دریاؤن سے مراد وہ لوگ ہین جن کو پانی دیا گیا یعنے شریعت اور کتاب اللہ ملی اور جنگل سے مراد وہ ہین جن کو اس سے حصہ نہین ملا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب بھی بگڑ گئے اور مشرک بھی۔ الغرض آپ کا زمانہ ایسا زمانہ تھا کہ دنیا تاریکی مین پھیلی ہوئی تھی اس وقت اللہ تعالےٰ نے آپ کو پیدا کیا تا تاریکی کو دور کرین ایسے پرفتن زمانہ مین کہ چارون طرف فسق و فجور کی ترقی تھی اور شرک اور دہریت کا زور تھا کہ نہ اعتقاد ہی درست تھے اور نہ اعمال صالحہ اور نہ اخلاق ہی باقی رہے تھے، آپکا پیدا ہونا بجائے خود آپ کی سچائی اور منجانب اللہ ہونے کا ایک زبردست ثبوت ہے کاش کوئی اس پر غور کرے۔ عقلمند اور سلیم الفطرۃ انسان ایسے وقت پر آنے والے مصلح کی تکذیب کے لیے کبھی جلدی

نہیں کر سکتا اور کم از کم اس کو اتنا تو اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ یہ وقت پر آیا ہے۔ وبا و طاعون اور ہیضہ کی شدت کے وقت اگر کوئی شخص یہ دعوے کرے کہ میں ان کے علاج کے لیے آیا ہوں؟ تو کیا اس قدر تسلیم کرنا نہیں پڑے گا کہ یہ شخص ضرورت کے وقت پر آیا ہے؟ بےشک ماننا پڑیگا۔ اسی طرح پر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کے لیے پہلی دلیل یہی ہے کہ آپ جس وقت تشریف لائے وہ وقت چاہتا تھا کہ **مردے از غیب بروں آید و کارے بکند**۔ اسی کی طرف قرآن کریم نے اس آیت میں اشارہ کیا ہے

بالحق انزلناہ وبالحق نزل

پس یاد رکھو کہ مامور من اللہ کی شناخت کی پہلی دلیل یہی ہوتی ہے کہ اس وقت درمیں تم پر نگاہ کی جاوے کہ کیا اس وقت کسی **مرد آسمانی** کے آنے کی ضرورت بھی ہے یا نہیں؟

ایک شخص اگر نہروں کی موجودگی اور متعدد کنوؤں کے ہوتے ہوئے پھر ان میں ہی کنواں لگاتا ہے تو صاف کہنا پڑے گا۔ کہ یہ وقت اور روپیہ کا خون کرتا ہے لیکن اگر وہ کسی ایسے جنگل میں جہاں کوئی کنواں نہیں ہے کنواں لگاتا ہے تو ماننا پڑیگا کہ اس نے خیر جاری کے لیئے یہ کام کیا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جیسے جسمانی جنگل میں پیدا ہوئے ویسے ہی روحانی جنگل بھی تھا۔ ملک میں نہ جسمانی اور روحانی نہریں نہ تھیں تو دوسرے ملک روحانی نہر کے نہ ہونے کی وجہ سے ہلاک ہو چکے تھے۔ اور زمین مر چکی تھی جیسا کہ قرآن شریف فرماتا ہے

اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتہا

یعنے یہ بات تمہیں معلوم ہے کہ زمین بکلی سب مر گئی تھی اب خدا تعالےٰ نے سر سے اس کو زندہ کرتا ہے پس یہ زبردست دلیل ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی کہ آپ ایسے وقت میں آئے کہ ساری دنیا عام طور پر بدکاریوں اور بداعتقادیوں میں مبتلا ہو چکی تھی اور حق و حقیقت اور توحید اور پاکیزگی سے خالی ہو گئی تھی۔

پھر دوسری دلیل آپ کی سچائی کی یہ ہے کہ آپ ایسے وقت میں اللہ تعالےٰ نے اٹھائے گئے جب وہ اپنے فرض رسالت کو پورے طور پر ادا کر کے کامیاب اور بامراد ہو چکے۔ حقیقت میں جیسے مامور من اللہ کے لیے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ آیا وہ وقت پر آیا ہے یا نہیں؟ یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ وہ کامیاب ہوا یا نہیں؟ اس نے ان بیماروں کو جنکے علاج کے لیے وہ آیا اچھا بھی کیا یا نہیں؟ (باقی آیندہ)

ملفوظات احمدیہ

(ڈائری کا اقتباس)

عصمت اور شفاعت

(ایڈیٹر کے اپنے الفاظ میں)

تعجب ہے کہ عیسائی لوگ **شفاعت** کیلئے **عصمت** کا مطالبہ کیوں کرتے ہیں کیونکہ ان کے ہاں نری عصمت شفاعت کا موجب نہیں ہو سکتی بلکہ شفاعت تب ہو سکتی ہے جب کہ شفیع معصوم ہو اور پھر وہ **ابن اللہ** ہو اور پھر صلیب پر لٹکایا جا کر **ملعون** ہو جب تک یہ تثلیث عیسائی مذہب کے عقیدہ کے موافق قائم نہ ہو شفیع نہیں ہو سکتا پھر وہ عصمت عصمت ہی کیوں پکارتے ہیں کیا اگر کوئی معصوم انکے سامنے پیش کیا جاوے۔ یا ثابت کر دیا جاوے تو وہ مان لینگے کہ وہ شفیع ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ عیسائی عقیدہ کیموافق یہ ضروری ہے کہ وہ خدا بھی ہو بلکہ **ابن اللہ** ہو اور وہ مصلوب ہو کر جب تک **ملعون** نہ ہوے ہرگز ہرگز وہ شفیع نہیں ہو سکتا پھر ایک اور بات قابل غور ہے کہ جب کہ یسوع خود خدا تھا اور اس لئے وہ علت العلل تھا اور اس نے کل جہان کے گناہ بھی اپنے ذمے لے پھر وہ معصوم کیونکر ہوا اور گناہوں کا تذکرہ ہم چھوڑ دیتے ہیں جو یہودی مورخوں اور فری تھنکروں (آزاد خیال) نے انکی انجیل سے ثابت کئے ہیں لیکن جب اس نے خود گناہ اٹھا لئے اور بوجہ علت العلل ہونے کے سارے گناہوں کا کرانیوالا وہی ٹھہرا تو پھر اسے معصوم قرار دینا عجیب دانشمندی ہے۔

پھر خدا کا نام معصوم نہیں کیونکہ معصوم وہ ہے جس کا کوئی دوسرا عاصم ہو خدا کا نام عاصم ہے اس لئے جب شفاعت کے لئے ابنیت کی ضرورت ہے اور اس کے لئے بھی مصلوبیت کی **لعنت** ضروری ہے تو یہ سارا تانا بانا ہی بنائے فاسد بر فاسد کا مصداق ہے۔

حقیقی اور سچی بات یہ ہے جو میں نے پہلے بھی بیان کی تھی کہ شفیع کے لئے ضروری ہے کہ اول خدا تعالےٰ سے تعلق کامل ہو تا کہ وہ خدا سے فیض کو حاصل کرے اور پھر مخلوق سے شدید تعلق ہو تا کہ وہ فیض اور خیر جو وہ خدا سے حاصل کرتا ہے مخلوق کو پہنچاوے جب تک یہ دونوں تعلق شدید نہ ہوں شفیع نہیں ہو سکتا۔ پھر اسی مسئلہ پر تیسری بحث قابل غور یہ ہے کہ جب تک نمونے نہ دیکھے جائیں کوئی مفید نتیجہ نہیں نکل سکتا اور ساری بحثیں فرضی ہیں مسیح کے نمونہ کو دیکھو کہ چند حواریوں کو بھی درست نہ کر سکے ہمیشہ ان کو سست اعتقاد کہتے رہے بلکہ بعض کو شیطان بھی کہا اور انجیل کی رو سے کوئی نمونہ کامل ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ بالمقابل ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل نمونہ ہیں کہ کیسے روحانی اور جسمانی طور پر انھوں نے عذاب الیم سے چھوڑایا اور گناہ کی زندگی سے ان کو نکالا کہ عالم ہی پلٹ دیا ایسا ہی حضرت موسے کی شفاعت سے بھی فائدہ پہونچا۔ عیسائی جو مسیح کو مثیل موسیٰ قرار دیتے ہیں تو یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ موسیٰ کیطرح انھوں نے گناہ سے قوم کو بچایا ہو بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح کے بعد قوم کی حالت بہت ہی بگڑ گئی۔ اور اب بھی اگر کسی کو شک ہو تو لنڈن یا یورپ کے دوسرے شہروں میں جا کر دیکھ لے کہ آیا گناہ سے چھڑا دیا ہے یا پھنسا دیا ہے اور یوں کہنے کو تو ایک چوڑھا بھی کہہ سکتا ہے کہ بالمیک نے چھوڑایا مگر یہ ... نرے دعوے ہی دعوے ہیں جن کے ساتھ کوئی واضح ثبوت نہیں ہے پس عیسائیوں کا یہ کہنا کہ مسیح چھوڑانے کے لئے آیا تھا ایک خیالی بات ہے جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ انکے بعد قوم کی حالت

بہت بگڑ گئی اور روحانیت سے بالکل دور جا پڑی ٭

ہاں سچا **شفیع** اور کامل **شفیع** آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے قوم کو بت پرستی اور ہر قسم کے فسق و فجور کی گندگیوں اور ناپاکیوں سے نکال کر اعلیٰ درجہ کی قوم بنا دیا اور پھر اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہر زمانہ میں آپ کی پاکیزگی اور صداقت کے ثبوت کے لیے اللہ تعالیٰ نمونہ بھیجتا ہے اس کے بعد **استغفار** کا مسئلہ بھی قابل غور ہے عیسائیوں نے اپنی جہالت اور نادانی سے اس پاک اصول پر بھی نکتہ چینی کی ہے حالانکہ یہ انسان کی طبعی منزلوں میں سے ایک منزل ہے۔

جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے قرآن شریف میں دو نام پیش کئے ہیں **الحی** اور **القیوم** **الحی** کے معنے ہیں خود زندہ اور دوسروں کو زندگی عطا کرنیوالا۔ **القیوم** خود قائم اور دوسروں کے قیام کا اصلی باعث ہر ایک چیز کا ظاہری باطنی قیام اور زندگی انہیں دونوں صفات کے طفیل سے ہے پس **حی** کا لفظ چاہتا ہے کہ اس کی عبادت کیجائے جیسا کہ اس کا مظہر سورۃ فاتحہ میں **ایاک نعبد** ہے اور **القیوم** چاہتا ہے کہ اس سے سہارا طلب کیا جاوے اس کو **ایاک نستعین** کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے ٭

حی کا لفظ عبادت کو اس لئے چاہتا ہے کہ اس نے پیدا کیا اور پھر پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیا جیسے مثلاً معمار جس نے عمارت کو بنایا ہے اس کے مر جانے سے عمارت کا کوئی حرج نہیں ہے مگر انسان کو خدا کی ضرورت ہر حال میں لاحق رہتی ہے اس لئے ضروری ہوا کہ خدا سے طاقت طلب کرتے رہیں اور یہی **استغفار** ہے اصل حقیقت تو استغفار کی یہ ہے پھر اس کو وسیع کر کے ان لوگوں کے لئے کیا گیا کہ جو گناہ کرتے ہیں کہ ان کے برے نتایج سے محفوظ رکھا جاوے لیکن اصل یہ ہے کہ انسانی کمزوریوں سے بچایا جاوے پس جو شخص انسان ہو کر **استغفار** کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ بے ادب دہریہ ہے ٭

خطبہ

جو ۷ مارچ ۱۹۰۲ کو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا

واذ قلنا ادخلوا ھذہ القریۃ

اور جب ہم نے بنی اسرائیل کو کہا کہ اس گاؤں میں تم داخل ہو جاؤ۔ اور جو چاہو کھاؤ اور جب دروازے کے اندر داخل ہو تو سجدہ کر کے داخل ہونا اور یہ کہنا کہ اے ہمارے خدا ہمارے گناہ بخش ہم تیرے فرمانبردار ہیں۔ ہم تمہارے گناہ معاف کر دینگے جو کوئی اسپر بکار رہا اُسے اچھے اچھے بدلے دینگے مگر بدکاروں نے حرام کاریاں شروع کیں جنکا نتیجہ یہ ہوا کہ ان پر **طاعون** بھیجا اس لئے کہ فسق کرتے تھے ٭

یہ آیتیں سورہ بقرہ کی ہیں اس سورہ میں خدا تعالیٰ نے یہود کے بہت سے معایب بیان کئے ہیں جس نے سادہ ترجمہ بھی قرآن شریف کا پڑھا ہے اُسے خوب معلوم ہے کہ اس سورہ شریفہ میں یہود کے بڑے بڑے عیب خدا تعالیٰ نے ظاہر فرمائے ہیں اس میں کیا بستر ہے یہ کلام الہیٰ جو مسلمانوں کے لئے آیا اس میں یہودیوں کی عیب شماری سے کیا غرض تھی؟ وہ تو مر چکے تھے پھر دوبارہ انکا ذکر کرنے سے کیا حاصل؟

اس روشن کتاب میں جو سراسر حکمت اور محکم ہے کوئی بات ایسی نہیں جو اعلیٰ درجہ کی خوبیوں اور فوائد کو اپنے اندر نہ رکھتی ہو یہود کے معایب جو اس کتاب نے بیان کئے ہیں بظاہر اس کتاب کے مقصد اعظم سے ان کا کوئی تعلق نظر نہ آتا ہو لیکن جب ایک آدمی پورے غور اور فکر سے اس کتاب مجید کی ترتیب اور طرز بیان پر نگاہ کرتا ہے تو وہ اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ چونکہ مسلمانوں میں یہود کی سی بد اطواریاں اور بد اخلاقیاں ایک وقت پیش آنیوالی تھیں اس لئے علیم و حکیم خدا نے قبل از وقت انکے معایب اور اُن کی بدکاریوں کے برے نتایج پیش کر کے مسلمانوں کو آگاہ اور متنبہ کر دیا ہے کہ وہ ان سے بچیں یہی وہ سر اور بھید ہے۔ جیسے کہ سورۃ الفاتحہ کو پہلے رکھا ہے الحمد للہ سے شروع کر کے غیر المغضوب ولا الضالین پر اسے ختم کیا ہے کل مفسروں کا اسپر اتفاق ہے کہ مغضوب سے **یہود** مراد ہیں اور **ضالین** سے **نصاریٰ** اس لئے اللہ تعالیٰ نے سکھایا ہے کہ تم اھدنا الصراط المستقیم کی دعا کرو۔ یعنی ان لوگوں کی راہ جنپر بڑے بڑے انعام واکرام ہوئے ہیں اے مولا ہم کو دکھا اور وہی فضل و برکات اور رحمتیں ہمیں بھی عطا فرما۔ اب ایک غور کرنے والا دل سوچ سکتا ہے کہ اگر وہ انعام واکرام خدا تعالیٰ نے آئندہ کسی پر کرنے نہ تھے تو اس دعا کی تعلیم کی ہی کیا ضرورت تھی؟ اس دعا کا سکھایا جانا ہی صاف بتاتا ہے کہ حضرت نوح۔ حضرت ابراہیم۔ حضرت موسےٰ حضرت عیسٰی اور دیگر انبیاء علیہم السلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جو انعام کئے ہیں ہم پر بھی انعام کر اس دعا نے بڑی بڑی خوشیاں مومنوں اور صادقوں کو عطا کی ہیں اور امیدوں کو بڑھا دیا ہے مومن کا دل خوشی سے لبریز ہو جاتا ہے جب وہ اس کے آغاز ہی پر نظر کرتا ہے کہ کس طرح اس کو رب العلمین۔ الرحمٰن۔ الرحیم۔ مالک یوم الدین صفات الٰہیہ سے شروع کیا گیا ہے۔ رحمٰن جو بن مانگے دینیوالا ہے۔ اور رحیم جو مانگنے پر بھی عطا کرنیوالا ہے۔ نعوذ باللہ اگر اس کے پہلے یہ ہوتا کہ خدا کے پاس کچھ نہیں تو فطرت انسانی میں وہ جوش اور اضطراب جو دعا کے لئے ضروری ہے پیدا ہی نہ ہو سکتا ٭

پھر جب الحمد للہ کہتا ہے تو معاً دل میں یہ جوش پیدا ہوتا ہے کہ حضرۃ موسیٰ و مسیح و نوح و ابراہیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اسی ستائش سے پایا انکی کامیابیوں پر نگاہ کرے اگر کوئی نسبت یہ گمان کرے کہ جو کچھ ملنا تھا انکو مل چکا مجھکو کچھ نہیں ملسکتا بڑا بے ایمان ہے جو خدا کی نسبت ایک آن کے لئے یہ وہم کرے کہ اس کے پاس نہیں وہ لم یزل و لایزال خداوند ہے وہ جیسا آدم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت خدا تھا ویسا ہی اب بھی ہے جامع صفات ازلی ابدی خدا ہے اور اب بھی وہی انعام و اکرام کرنیکو

علیہ ہے یہاں کوئی موسیٰ اور مسیح اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت حاصل کرے

غرض سورہ فاتحہ میں اول اللہ تعالیٰ کی صفات کا ذکر فرمایا تاکہ مومن کی امید بڑھے اور دعا کے لئے جوش پیدا ہو اور پھر دعا یہ تعلیم کی کہ منعم علیہ گروہ کی راہ دکھا اور یہودیوں اور نصرانیوں کی راہ سے بچنے کی دعا تعلیم کی چونکہ سورہ فاتحہ میں مغضوب قوم یہود کی راہ سے بچنے کی دعا تعلیم کی تھی اس لئے ازبس ضروری تھا کہ اس قوم کے معایب سے اطلاع دیتا خطبہ میں اس قدر وقت کی گنجائش نہیں کہ اس ترتیب پر میں مفصل آپ کو کچھ سناؤں کیونکہ مختصر طور پر سمجھو آپ کو اس غضب الٰہی سے ڈرانا ہے جو آج کل طاعون کی صورت میں نمودار ہو رہا ہے جبکہ طاعون مغضوب قوم کا نشان ہے تو ظاہر ہے کہ وہ یہودیت جس کے معایب خدا تعالیٰ نے بیان فرمائے تھے پیدا ہو چلی ہے اور یہ بات اور بھی قوی ہو جاتی ہے جبکہ خدا تعالیٰ کا برگزیدہ اور معطر مسیح موعود ہم میں موجود ہے پس توبہ کرو اور دعا کرو کہ لوگ خدا تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہود پر ہم نے طاعون بھیجی تھی اس کے اسباب میں سے ایک فسق بھی بتایا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ جب تم اس شہر میں داخل ہو شرارت نہ کرنا بلکہ فرمانبردار ہو کر رہنا اور اپنی معافی چاہنا مگر ان لوگوں نے شرارت اور بدکاری اختیار کی نتیجہ یہ ہوا کہ ہلاک ہو گئے ان آیتوں میں ہمارے لئے سبق ہے خدا نے فرمایا ہے کہ جب ظالم خدا کے حکم کو بدل دیتا ہے تو اس پر طاعون آتی ہے میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کی پاک اور سچی کتاب میرے ہاتھ میں ہے سورہ بقر کے نمبر جو مقام اس وقت مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں پھر کیا ضروری نہ تھا کہ طاعون نازل ہوتا۔ اب کس قدر یہ موقع تھا کہ یہ لوگ سمجھتے.. اور خدا تعالیٰ کی وصیت کو بدلنے کی سعی نہ کرتے مگر انہوں نے اسے بدل ڈالا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مثیل موسیٰ ہونا خدا تعالیٰ نے کما استخلف الذین من قبلہم کہنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اس کو حکم فرمانا اور پھر سورہ فاتحہ کی ترتیب میں صاف بتا دینا کہ ساتویں ہزار پر **مسیح موعود آئے گا** اور ضالین کو اس میں سب سے پیچھے رکھنا اور مغضوب کو اس سے پہلے بیان کرنا اور فاتحہ کی سات آیتیں رکھنا یہ سب امور صاف بتاتے ہیں کہ وہ خدا کا برگزیدہ کس وقت ظاہر ہوگا۔ وہ وقت وعدہ کے موافق آیا۔ ساتواں ہزار آ گیا ہے کہ سورہ فاتحہ کی آیتوں کی تعداد میں معلوم ہوتا ہے اور قرآن شریف کے دوسرے مقامات میں پایا جاتا ہے چودھویں صدی آ گئی جیسا آیت استخلاف اور مثیل موسیٰ والی آیت کی مطابقت سے پایا جاتا ہے۔

عیسائی مذہب کا فتنہ حد سے بڑھ گیا اب بھی ان کے خیال میں کسی مسیح کی ضرورت نہیں؟ افسوس اور دا ویلا ان پر میں تمہیں سناتا ہوں سنو اور یاد رکھو خدا کا مسیح موعود اپنے وعدہ کے موافق آیا دنیا نے **اس کو قبول نہ کیا مگر خدا اسے قبول کریگا اور زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا** +

اور یہ طاعون اس کے زور آور حملوں سے ایک حملہ ہے پس خدا سے ڈرو۔ اور توبہ کرو اپنی چال چلن میں نمایاں تبدیلی کر دو خدا سے صلح کر لو اور دیکھ لو۔ کہ بلا تمہارے دروازہ پر آ پہونچی ہے۔

سچی پاکیزگی اور طہارت اختیار کرو۔ اپنے طرز عمل سے دکھا دو کہ تم خدا کے پاک مسیح موعود کی جماعت ہو جو منعم علیہ وجود ہے خدا تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اس کی ہی پناہ میں آنے کے لئے سعی کریں +

وصیت الحق

اس عنوان کے تحت میں صرف آج کی اشاعت میں ہم چند ضروری باتیں درج کرتے ہیں جن کا ناظرین الحکم تک پہونچانا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں +

اول حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت موجودہ دار الامان کو مخاطب کر کے حکم دیا ہے کہ چونکہ طاعون بشدت پھیلتا جاتا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا قہری نشان ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ وہ لوگ جو یہ ساتھ رہتے ہیں ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں ضرور ضرور تہجد کے لئے اٹھیں اور پورے خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور اس عذاب سے محفوظ رہنے کے لئے دعائیں مانگیں اور اپنی عملی زندگی میں ایک نمایاں تبدیلی کر لیں اور پھر کسی کو کوئی **مبشر رؤیا** ہو تو وہ ہمیں سناوے اور اگر کوئی مشکوک اور منذر رؤیا ہو تو ضرورت نہیں کہ ہمیں سنائے۔ اپنے طور پر کثرت سے استغفار کرے اگرچہ تہجد کیلئے حضرت حجۃ اللہ کی ہمیشہ ہی سخت تاکید اور آپ کی شرائط بیعت میں یہ درج ہے مگر ان ایام عشرہ میں خصوصیت کے ساتھ حضور نے حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہر شخص جو اس سلسلہ میں داخل ہے وہ تہجد کے لئے اٹھے اپنے گھر میں عورتوں کو بھی تاکید کر دے گو الحکم کی اشاعت تک عید اضحیٰ تک بہت تھوڑا وقت رہ جائیگا لیکن جس قدر بھی کسی کو موقع مل جاویگا اور جو کوئی اس امام کے حکم پر عمل کریگا وہ ثواب میں داخل ہو جائے گا لہٰذا **احمدی قوم** کو یہ وصیت حق بذریعہ الحکم پہنچا دی جاتی ہے مبارک وہ جو اس پر عمل کرے +

دوم - اسی طاعون کی شدت کی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ کے ذریعہ حکم دیا ہے کہ وہ بذریعہ اعلان مشتہر کر دیں کہ طاعون زدہ مقامات یا متاثر علاقہ جات کے لوگ عید اضحی پر قادیان آنیکا ہرگز ہرگز ارادہ نہ کریں اگرچہ ہم الحکم میں اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے اس اعلان کو شائع کر چکے ہیں مگر مکرر تبلیغ کے لئے اس اعلان کو دوسرے مقام پر درج کرتے ہیں اسے غور سے پڑھا جاوے

سوم حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبلیغ تام اور اتمام حجت کی خاطر یہ انتظام فرمایا کہ ۱۴ مارچ ۱۹۰۲ء کو بروز جمعہ تمام مسلمانان قصبہ قادیان کو مسجد اقصیٰ میں جمع کر کے طاعون کے خطرناک حملہ سے ڈرایا جاوے اور ان کو **احکام الٰہی** کی تبلیغ کی جاوے کہ وہ اپنی حالت میں اصلاح کریں اور نمازوں کی پابندی اور دوسرے نیکی اور خداترسی کے کاموں میں مصروف ہوں اور خدا تعالیٰ کے غضب سے ڈر کر اس کے حدود کی حرمت کا لحاظ کریں - اس حکم کی تعمیل میں تمام مسلمانوں کو اطلاع دی گئی، اور ۱۴ مارچ ۱۹۰۲ء کو بروز جمعہ مسجد اقصیٰ میں بہت بڑا مجمع مسلمانوں کا جمع ہوا۔ حضرت حجۃ اللہ کی ایما سے مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے اپنے خطبہ میں حضور کے مـ...م.. کے اس پیام کو مخلوق کو پہنچایا۔ اس تبلیغ کو اپنی وسعت اور طاقت کے موافق وسیع کرنے کے لئے ہم اس خطبہ کو دوسری جگہ اسی اشاعت میں درج کئے دیتے ہیں +

رقیمۃ الوداد نمبر ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

محب مکرم اخونا الاکرم حضرت قاضی سید آل محمد صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست
آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید

وہ یہ ہے کہ مولوی احمد حسن صاحب مدرس مدرسہ عربی امروہہ - بعض روسا امروہہ کی بڑی آرزو کے بعد اس میدان مناظرہ مین تشریف لے آئے ہین جس سے امر حق کا ظہور اب سہل و آسان ہوگیا ہے - واضح خاطر عاطر ناظرین ہو کہ اندرین ایام بحالت قیام خاکسار کے امروہہ مین جبکہ مولوی سید بدر الحسن صاحب شاگرد مولوی احمد حسن صاحب مدرس پر دربارہ وفات حضرت عیسی بن مریم و ابن مریم موعود ہونے حضرت اقدس کے بعد مباحثات کے امر حق واضح ہوگیا اور انہونے دعاوی حقہ حضرت امام آخر الزمان کو تسلیم کرلیا تو امروہہ مین بڑا شور وغل برپا ہوا اور مولوی بدر الحسن صاحب پر اس امر حق کے واضح ہوجانے سے مدرس صاحب کی جو حالت ہوئی اس کی خبر یا تو اس علیم خبیر کو ہی ہے یا بل الانسان علے نفسہ بصیرۃ کے خود مدرس صاحب جانتے ہونگے ولا ابالی قل موتوا بغیظکم - بہرحال جب تک خاکسار امروہہ مین مقیم رہا تخمیناً ایک ماہ تک مدرس صاحب کو واسطے فیصلہ حیات و وفات عیسے بن مریم کے بسبب برپا ہونے اس شور وغل عوام کے اہل حق کی طرف سے مدعو کیا گیا - اور اشتہار مناظرہ بھی پہنچا دیا گیا لیکن مدرس صاحب نے عذر بارد عدیم الفرصتی کا پیش فرماکر عاجز کے ساتھ فیصلہ کرنا ہرگز ہرگز نہ چاہا جو بعض ان کے ہم خیالونکو بھی ناگوار گذرا تھا - بلکہ سابق ازین مدت نو دس سال تک جب کسی امروہہ کے صاحب نے اس بارہ مین بخدمت مدرس صاحب عاجز سے فیصلہ کرانا چاہا تھا تو یہی عذر عدیم الفرصتی کا پیش فرما دیا تھا - ہان ایک مرتبہ عاجز کی غیبت مین قاضی سید آل محمد صاحب سے یہ شرط کی تھی کہ مین تم مسئلہ متنازعہ فیہا سمجھا دونگا مگر مولوی محمد احسن موجود نہون - وکذا وکذا دلنغم ما قیل ؎

ہیبت حق است این از خلق نیست
ہیبت این مرد صاحب دلق نیست

اب جو خاکسار امروہہ سے قادیان گیا تو خط قاضی سید آل محمد صاحب موسومہ حضرت مولانا عبد الکریم صاحب سے (مد اللہ ظلہ العالے الی مدی الایام واللیالی) معلوم ہوا کہ مدرس صاحب نے میدان خالی پاکر مولوی سید بدر الحسن صاحب اپنے شاگرد کے روبرو جن پر امر حق واضح ہوچکا ہے - دربارہ اثبات حیات حضرت عیسے بن مریم کے ہو کر آیت تکلم الناس فی المهد و کہلا سے اپنے زعم فاسد مین حیات عیسے بن مریم پر استدلال کیا اور قول حسن بصری ان عیسے لم یمت بھی پیش کیا - افسوس کہ کجا آیت تکلم الناس فی المهد و کہلا اور کجا حیات عیسے بن مریم اور کجا رفع ان کا بجسدہ العنصری الی السماء اور کجا ان کا نزول کذائی ؎

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

لہذا حسب درخواست قاضی صاحب ممدوح کے جو مندرجہ خط موصولہ ہے اس استدلال باطل کی حقیقت منکشف کیجاتی ہے مدرس صاحب پر ضروری ہے کہ اس میدان مین کھڑے ہونیکی شرم فرماکر اس خط کا جواب ضرور بالضرور قاضی صاحب موصوف کو عنایت فرمادین - تصدیقاً ہو یا تکذیباً - مع الدلایل - ورنہ اب امر حق کے وضوح اور ظہور کے لیے امروہہ مین بھی اب وہ وقت آگیا ہے جو جاء الحق و زہق الباطل ان الباطل کان زہوقا کا مصداق ہے - اب کسی سے یہ امر حق مخفی نہ ہوسکیگا بلکہ کالشمس فی نصف النہار ہر اہل بصیرت پر وقتاً فوقتاً روشن ہوتا جاوے گا واللہ مخرج ما کنتم تکتمون - واضح ہو کہ قرآن مجید مین یہ آیت بحوث عنہا دو جگہ اس طرح پر وارد ہوئی ہے اول پارہ سوم رکوع ۱۳ مین فرمایا اللہ تعالے نے ویکلم الناس فی المهد و کہلا دوسری جگہ پارہ ہفتم رکوع ۴ مین فرمایا اللہ تعالے نے اذ ایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المهد و کہلا اس آیت سے استدلال مدرس صاحب کا یہ ہے کہ حالت کہولت مین حضرت عیسے کا کلام کرنا اس آیت سے ثابت ہوتا ہے اور زمانہ کہولت کا حضرت عیسے کے لیے ابھی تک نہ آیا تھا کہ اس کا رفع ہوگیا - پس زمانہ کہولت کا حضرت عیسے کے لیے بعد نزول من السماء کے ہوگا - جبکہ وہ سن کہولت یعنی چالیس برس کو پہونچین گے لہذا حضرت عیسے کی حیات اس آیت سے ثابت ہوا افسوس صد افسوس باوجودیکہ یہ استدلال باطل مدرس صاحب کا مصداق ہے اس مثل کے جو مشہور ہے کہ ؎ چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا - الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا - مگر تاہم مولوی بدر الحسن صاحب نے اس استدلال غت ربود کے ابطال سے محض سکوت اختیار کیا باوجودیکہ حق شاگردی و استادی کا بھی مقتضی اس امر کا تھا کہ اس استدلال کو مدرس صاحب سے بخوبی سمجھتے نہ کہ محض سکوت اختیار کرتے لہذا اب قاضی آل محمد صاحب کیطرف سے اول یہ دریافت کیا جاتا ہے کہ جو صدہا مقربین و صالحین سن کہولت کو پہونچکر اس سن کہولت مین کلام بھی کرتے رہے ہین آپ کے اس استدلال سے لازم آتا ہے کہ وے سب بھی زندہ ہون اور بجسد عنصری آسمان پر مرفوع بھی ہوگئے ہون اور پھر اون کا نزول کذائی بھی ماننا لازم ہوجاوے واللازم باطل فالملزوم مثلہ - مدرس صاحب پر اس قدر تو ضرور تھا کہ اولاً حضرت عیسے کا رفع الی السماء قبل الکہل بجسدہ العنصری دلایل مستقلہ یقینیہ سے ثابت کرتے - محض اسی قدر ثابت کر دیتے کہ رفع الی اللہ کا محاورہ جو بل رفعہ اللہ الیہ مین ہے وہ بمعنی رفع الی السماء بجسدہ العنصری کے بھی آیا ہے - یا اللہ تعالے اور سماء دونو متحد المعنی والمراد ہین وانی لہ ذالک بعد:

نزول بجسدہ العنصری کا ثبوت قطعی دیا ہوتا ولا یمکن لہ ابداً ان یثبتہ - بعد اثبات ان ہر دو مقدمات کے کسی قدر گنجایش اس استدلال کی ہوسکتی تھی وودونہ خرط القتاد مگر اب تو وہی مثل ہوئی کہ مارون گھٹنا پھوٹے آنکھ خیر آباد - ثانیاً استفسار ہے کہ حضرت عیسے کا کلام کرنا آپ کے زعم کے بموجب صرف دو وقت مین ثابت ہوتا ہے ایک تو حالت مہد مین اور دوسرے بوقت کہولت جس کی تحدید آپ نے چالیس برس سے کی ہے تو کیا آپکے نزدیک حضرت عیسٰی مابین زمانہ فی المہد اور سن کہولت چالیس برس کے محض گنگ اور بے زبان ہی رہے تھے پھر جس انجیل کا ذکر قرآن مجید مین ہے وہ کلام انجیلی کس وقت کا ہے بینوا توجروا - یہ کیسے متضاد قوال ہین کہ یا تو حضرت عیسے خورد سالی ہی مین بولنے لگے تھے معہذا پھر جب سن نوجوانی کو پہونچے تو گونگے ہوگئے پھر بولے تو ایک مدت کے بعد جب سن کہولت کو پہونچگئے اور اس پر مزید لطف یہ ہوا کہ سن کہولت کو تخمیناً دو ہزار برس کے بعد پہونچے وماہذا الا سفسطۃ محض شاید انہون نے شیخ سعدی کی اس نصیحت پر عمل کیا ہوگا ؎

مزن بے تامل بگفتار دم
نکو گوئی گر دیر گوئی چہ غم

مگر آج کل تو ان کے بولنے کی سخت ضرورت واقع ہے کہ عہدہ مسیح موعود کا ایک دوسرے شخص نے امت محمدیہ مین سے چھین لیا ہے اور دین اسلام مین زندقہ والحاد کو طرح طرح سے شامل کئے دیتا ہے اگر اب بھی نہ بولے تو پھر کب بولین گے شیخ سعدی نے یہ بھی تو فرمادیا ہے ؎

دو چیز طرہ عقل است دم فروبستن
بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی

ثالثاً دریافت طلب یہ امر ہے کہ اللہ تعالٰے تو ان کے حق مین فرماتا ہے اذ ایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المہد وکہلا اس تائید روح القدس کا ثمرہ اور نتیجہ آپ کے نزدیک حضرت عیسے کے لیے کیا خوب حاصل ہوا ہے کہ خورد سالی سے جو گونگے ہوئے تو چالیس برس کی عمر تک بے زبان ہی رہے بلکہ دو ہزار برس تک بے زبان ہی رہے انا للہ وانا الیہ راجعون جناب ایسی تائید روح القدس سے خدا کے واسطے حضرت عیسے کو معاف فرمایئے تاکہ ان کی نبوت تو ثابت رہے اور یہود ان کے انکار نبوت مین معذور نہ ہون جیسا کہ منشاء قرآن مجید کا ہے ورنہ ابطال انجیل مندرجہ قرآن مجید کا لازم آویگا - بلکہ خود قرآن مجید کا ابطال نعوذ باللہ آپ کے زعم فاسد کے بموجب لازم آیا جاتا ہے سچ ہے نادان کی دوستی جی کا زیان یا نیم ملا خطرہ ایمان - اے ناظرین کجا تائید پر تائید الٰہی ان کے لیے بروح القدس اور کجا اس قدر مدت دراز تک گنگے اور بے زبانے ؎

اے عجب تو عاشق این ہر دو

رابعاً یہ گذارش ہے کہ حضرت عیسی کے یہ تمام معجزات قولیہ اور خوارق کلامیہ بصیغہا متکلم جو قرآن مجید مین مذکور ہین کس وقت کے ہین کما قال تعالٰے انی قد جئتکم بآیۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین کہیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذالک لایۃ لکم ان کنتم مومنین ومصدقا لما بین یدی من التوراۃ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم وجئتکم بآیۃ من ربکم فاتقوا اللہ واطیعون ان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ہذا صراط مستقیم وغیر ذالک من الآیات الکثیرۃ التی حکی اللہ تعالٰے عن عیسے - اگر آپ کہیں کہ یہ جملہ اقوال و دعاوی حضرت عیسے نے حالت مہد مین ہی فرمائے ہین تو یہ قول آپ کا خود آپ کی تفاسیر مسلمہ کے خلاف ہے کیونکہ مواہب اور اس کی شرح زرقانی وغیرہ مین لکھا ہے وانما یکون الوصف بالنبوۃ بعد بلوغ الموصوف بہا اربعین سنۃ اذ ہو سن الکمال ولہا تبعث الرسل ومفاد ہذا الحصر شامل لجمیع الانبیاء حتے یحیٰی وعیسی وہو الصحیح کما فی فتح البیان - اور اگر آپ کہین کہ یہ معجزات قولیہ جو مشتمل پیشین گوئیون پر ہین وقت دعوی نبوۃ ہی کے ہین جو سن چہل سالگی ہے تو پھر حضرت عیسے کا سن کہولت کو پہونچ جانا اسی دنیا مین وقت بعثت اولیٰ کے ہی لازم آتا ہے فاین البعثۃ الثانیۃ وانی نزولہ من السماء بجسدہ العنصری -

خامساً - خود آپ کی تفاسیر وغیرہ مین لکھا ہے کہ صحیح یہ مذہب ہے کہ رفع حضرۃ عیسے کا بعمر ۱۲۰ برس کے واقعہ ہوا ہے - اور اس دنیا مین ۱۲۰ برس تک رہے ہین کما فی زاد المعاد للحافظ ابن القیم ما یذکر ان عیسے رفع وہو ابن ثلث وثلثین سنۃ لا یعرف بہ اثر متصل یجب المصیر الیہ قال الشامی وہو کما قال فان ذالک انما یروی عن النصارے والمصرح بہ فی الاحادیث النبویۃ انہ انما رفع وہو ابن ماۃ وعشرین سنۃ ثم قال الزرقانی وقع للحافظ الجلال السیوطی فی تکملۃ تفسیر المحلے و

وشرح الشفا به وغیرہما من کتبہ الجزم
بان عیسے رفع وہو ابن ثلث و
ثلثین سنۃ ویمکث بعد نزولہ
سبع سنین - ومازلت التعجب
منہ مع مزید حفظ واتقانہ وجمعہ
للمعقول والمنقول حتی رائیتہ فی
مرقاہ الصعود رجع عن ذالک
انتہی ہکذا فی فتح البیان - پس
بموجب اس قول ہیچ کے بھی تکلم حضرت
عیسے کا بحالت کہولت اسی دنیا میں واقع
ہو چکا لاغیر فاین نزولہ المزعوم -
سادسا - تمام کتب لغات مین تحت
معنی کہل کے یہی لکھا ہے کہ الکہل من
وخطہ الشیب ورأیت لہ بجالتہ او من جاوز
الثلثین او اربعا وثلثین الی احدی
وخمسین قطر المحیط - مگر کسی لغت عرب
کی کتاب مین دو ہزار برس یا زیادہ کا
زمانہ کہل کے معنون مین معتبر نہین رکھا
گیا اگر کسی کتاب لغت عرب مین لکھا ہو
تو نقل فرمایا جاوے - سابعا - یہ گذارش
ہے کہ سوانح کذائیہ حضرت عیسے کے دو
حال سے خالی نہین ہو سکتے یا تو اس
دو ہزار برس مین بحکم آیت ومن نعمرہ
ننکسہ فی الخلق کے حضرت عیسے مین
ایسا تغیر اور نکس انکی خلقت مین آگیا ہوگا
کہ تمام قوے جسمانی ان کے اس دو ہزار
برس مین محض بیکار اور معطل ہو گئے
ہونگے اور اسی کہولت کا تو ذکر ہی کیا ہے
شیخ فانی کے درجہ سے بھی بڑھکر ترقی معکوس
کر گئے ہونگے بلکہ منہ مین دانت تک بھی باقی
نہ ہونگے جنکے ذریعہ سے تکلم کر سکین
کیونکہ من نعمرہ ننکسہ فی الخلق کے عموم
مین داخل ہین اور یا الآن کما کان
کے مصداق بن کر بصفت لایزول ولا
یحول متصف ہو گئے ہونگے لاکن بشق
اول ان کے نزول وبعثت سے پھر کیا فائدہ
ہوگا اور ایسی حالتین وہ اس دنیا مین آکر
کیا کرینگے اور بشق ثانی عیسائیون کا کیا
قصور ہے جو ان کو ابن اللہ یا الہ اعتقاد
کرتے ہین کیونکہ صفات مختصہ الوہیت یعنی
الآن کما کان ولا یزول ولا یحول
مین تو وہ آپکے نزدیک بھی شریک باری
تعالےٰ کے ہین خواہ دو ہزار برس تک ہی
سہی مع ان الشرک لظلم عظیم فکلا
الشقین باطلان بالبداہتہ -
ثامنا - عرض ہے کہ صحیح بخاری سے
جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے - معنی
کہل مین صاف لکھا ہے کہ جوان مضبوط
کو کہتے ہین - وقال مجاہد الکہل الحلیم - اور
کتب لغات عرب مین معنی حلیم کے غلام
بالغ کے ہین اور تفاسیر معتبرہ سے بھی یہی
ثابت ہوتا ہے کما فی تفسیر تبصیر الرحمٰن -
تکلم الناس فے المہد وکہلا ای
فی اضعف الاحوال واقواہا - پس
بموجب اصح الکتب بعد کتاب اللہ اور
تفاسیر معتبرہ کے بھی معنی مزعوم مدرس
صاحب کے باطل ہو گئے فانی نزول المزعوم
تاسعاً حسب منشاء آیت کیف نکلم
من کان فی المہد صبیا قال انی
عبد اللہ آتانی الکتاب وجعلنی
نبیا کے جس طرح پر حضرت عیسے کا کلام
فی المہد بدعوی نبوت اور ایتاء کتاب
واقع ہوا تھا - پس حالت کہولت مین
یہ دعوے بطریق اولےٰ کچھ زیادت کے
ساتھ ہونا ضرور چاہیئے اب اگر حسب
زعم فاسد آپ کے حضرت عیسے وقت
نزول خود یہ دعوے نبوت وایتاء کتاب
انجیل یا توراۃ کا باستقلال کرین گے
کیونکہ یہی ان کا تکلم فی الکہولت ہے تو بہر
مہر نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم کی
نعوذ باللہ ٹوٹ جاویگی ہذا خلف علاوہ
یہ کہ یہ دعوی ان کا خود ان کے قول
مندرجہ قرآن مجید کے مخالف ہے -
کما قال تعالےٰ مبشرا برسول یاتی
من بعدی اسمہ احمد - یا نعوذ باللہ
آنحضرت صلعم کی نبوت ورسالت ابھی
تک واقع نہین ہوئی کیونکہ نہ حضرت عیسے
ابھی تک سن کہولت کو پہونچے ہین اور
نہ ابھی تک ان کا دعوے نبوت ورسالت
وایتاء کتاب جو تکلم فی الکہولت ہے واقع
ہوا ہے آگے رہا کلام فی المہد سو وہ تو بطور
ایک پیشین گوئی کے ہے جو ابھی تک واقع
نہین ہوئی فاین المفر - عاشرا حدیث
صحیح مستدرک حاکم اور طبرانی نے اس
آیت کی تفسیر واقعی کا قطعی فیصلہ کر دیا
ہے جسکے مقابل نہ قول کسی مفسر یا تابعی
کا حجت ہو سکتا ہے اور نہ کوئی حدیث
ضعیف یا مرسل اسکو رد کر سکتی ہے مثل
مشہور ہے کہ اذا جاء نہر اللہ بطل
نہر معقل وہ حدیث یہ ہے - قال
رسول اللہ صلعم فی مرضہ الذی
توفی فیہ لفاطمۃ ان جبریل کان
یعارضنی القرآن فی کل عام مرۃ
وانہ عارضنی بالقرآن العام مرتین
واخبرنی انہ لم یکن نبی الا عاش
نصف الذی قبلہ واخبرنی ان
عیسے بن مریم عاش عشرین
ومأۃ سنۃ ولا ارانی الا ذاہبا
علےٰ راس الستین ورجالہ ثقات
ولہ طرق - اب یہ تو ہر اہل بصیرت
جانتا ہے کہ لفظ عیش عربی مین بمعنی حیات
اور زندگی کے آیا ہے جو مقابل موت کے
ہے لہذا اس حدیث سے بطور نص
کے ثابت ہوا کہ حضرت عیسے بن مریم
ایک سو بیس برس تک زندہ رہے اور
موت ان کے ایک بیس برس کی عمر
مین واقع ہوئی دیکھو جملہ عاش عشرین
ومأۃ سنۃ کو جسکا ٹھیک ترجمہ ہے -
کہ زندہ رہے عیسے بن مریم ایک سو بیس
برس تک پس جبکہ عمر حضرت عیسے کی ۱۲۰